احسان 1390 ھش / جون 2011ء
جلد 52/ شمارہ 06 / 2011ء

ماھنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر
محمد محمود طاہر

سالانہ -/200 قیمت فی پرچہ -/20

مجالس کی مساعی کی تصویری جھلکیاں

کریم نگر فیصل آباد تقسیم انعامات

کوٹلی آزاد کشمیر

دارالحمد فیصل آباد

احمدی انصار کی تعلیم و تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: محمد محمود طاہر

احسان 1390ہش جون 2011ء
جلد ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ 52
شمارہ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ 06

فون نمبر 047-6212982۔فیکس 047-6214631
موبائل نمبر مینیجر(0336-7700250)
ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com

نائبین

☆ ریاض محمود باجوہ
☆ محمود احمد اشرف
☆ مبشر احمد خالد

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ:
فرحان احمد ذکاء
مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ
دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ پاکستان
سالانہ .... 200 روپے
قیمت فی پرچہ .... 20 روپے

اس شمارہ میں

اداریہ 2

القرآن والحدیث 3

کلام الامام 4

عربی منظوم کلام 5

فارسی منظوم کلام 6

اردو منظوم کلام 7

حضرت مسیح موعود اور شفقت علیٰ خلق اللہ (محمد اشرف کاہلوں) 8-12

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسلم ہندوستان اور انگریز (جمیل احمد بٹ) 13-22

نعت (عبدالسلام اسلام) 23

باؤنڈری کمیشن کے متعلق اعتراضات کی اصل حقیقت (ڈاکٹر مرزا سلطان احمد) ... 24-32

شذرات 34-36

اخبار مجالس 37-40

اداریہ

نماز سے محبت

اللہ تعالیٰ نے وجہ تخلیق کائنات اپنی عبادت کو ٹھہرایا ہے۔ عبادات الٰہی کی معراج نماز میں ہے۔ نماز دین کا بنیادی رکن ہے۔ ہادی عالم سرور دو جہان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا ہے، اسے مومن کی معراج بتایا اور اپنے اسوۂ حسنہ سے نماز کی اہمیت، اس کا ذوق اور اس سے محبت کرنا سکھایا ہے آپؐ نے نماز کے بارہ میں اپنی محبت کا اظہار ان الفاظ میں بھی فرمایا کہ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ یہ وہ کیفیت ہے جسے آنحضور ﷺ نے اپنے وجود میں پیدا کیا اور اپنے متبعین سے خواہش کا اظہار کیا کہ نہ صرف نماز کا قیام کریں بلکہ وہ نماز میں لذت حاصل کریں اور اس سے محبت کریں۔ جب آپ کی وفات کا وقت آیا اس حالت میں بھی جب ہوش آتا تو آپؐ نماز کا پوچھتے اور پھر نماز با جماعت کا اسوۂ حسنہ یہ قائم فرمایا کہ آخری وقت میں بھی صحابہ کا سہارا لے کر مسجد تشریف لاتے رہے۔

حضرت مسیح موعود بھی نماز کے ساتھ جو محبت رکھتے تھے اس کی ایک جھلک آپ کے رفیق کے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔ حضرت مستری فقیر محمد صاحب قادر آباد متصل قادیان روایت کرتے ہیں کہ میرا باپ جس کا نام جیوا تھا وہ ہمیں سنایا کرتا تھا کہ مرزا صاحب ایک دفعہ کوٹھے سے گر پڑے اور سخت چوٹ لگی۔ ہمیں یہاں خبر ہوئی کہ مرزا صاحب کوٹھے سے گر پڑے ہیں۔ ہم آپ کی خبر کے واسطے گئے۔ تو جس وقت **آپ کو ہوش آئی تو پوچھتے ہیں کہ نماز کا وقت ہوا یا نہیں؟** اس قدر نماز سے محبت تھی۔ (رجسٹر روایات رفقاء نمبر 1)

وفات والے دن جب آپ کی طبیعت بگڑ گئی اس وقت بھی جب ہوش آتا تو آپ نماز کے بارہ میں پوچھتے اور اسی حالت میں اپنی جان خالق حقیقی کے سپرد کی ہے۔ قیام نماز کے بعد اس کا اگلا مرحلہ نماز میں لذت اور سرور حاصل کرنے کا ہے جب نماز کے قیام کی فکر لگ جائے اور نماز ضائع ہونے کا خوف دامنگیر ہو جائے تو پھر اس میں لذت اور سرور آنا شروع ہو جائے گا گویا نماز میں لذت حاصل کرنے کے لئے بھی نماز کا قیام ہی ضروری ہے۔ اللہ کرے کہ ہم نہ صرف اپنی نمازوں کی فکر میں لگے رہیں بلکہ اپنے اہل و عیال اور گرد و پیش کی نمازوں کا بھی خیال رکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

القرآن

فرضیت نماز

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ (النسآء:104)

☆☆☆ ☆☆☆

حدیث نبوی ﷺ

اہمیت نماز

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ: اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ؟ قَالُوْا: لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ قَالَ! فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔ (بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب الصلاۃ الخمس کفارۃ للخطایا)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ بار نہائے تو اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کوئی میل نہیں رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہ مٹا دیتا ہے۔

کلام الامام

نماز میں لذت کے لئے دعا

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''نماز کیا چیز ہے۔نماز دراصل رب العزۃ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے۔جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی۔ اس وقت سے اس کو نمازوں میں لذت اور ذوق آنے لگے گا۔جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزا آتا ہے اسی طرح پھر گریہ بکا کی لذت آئے گی اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائے گی اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تاکہ صحت حاصل ہو اسی طرح بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہیں اس بے ذوقی کی حالت میں یہ فرض کر کے کہ اس سے لذت اور ذوق پیدا ہو یہ دعا کرے۔

کہ اے اللہ تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور میں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں میں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر بعد مجھے آواز آئے گی تو میں تیری طرف آجاؤں گا اس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے تو ایسا نور اس پر نازل کر کہ تیرا انس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے تو ایسا فضل کر کہ میں نابینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جاملوں۔ جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی جو رقت پیدا کر دے گی''۔

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 616.615)

عربی منظوم کلام

اَلَا لَیْسَ غَیْرَ اللّٰہِ شَیْءٌ مُّدَوَّمٌ

اَلَا اَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوْا وَقْتَ مَوْتِکُمْ
فَلَا تُلْھِکُمْ غُوْلٌ خَبِیْثٌ مُّخَسِّرُ

اے لوگو! اپنی موت کے وقت کو یاد کرو پس تمہیں خبیث نقصان رساں دیو غافل نہ کر دے۔

وَقَدْ ذَابَتِ الصَّفْوَاءُ بَیْتِ عُمْرِکُمْ
وَمَا بَقِیَ اِلَّا جَمْرَۃٌ اَوْ اَصْغَرُ

تمہاری عمر کے گھر کا بنیادی پتھر تو پگھل چکا ہے اور نہیں باقی رہ گئی مگر صرف ایک کنکری یا اس سے بھی کم تر

وَمِسَحُّ الْحَمَامِ سَیَحْمِلُنْکَ عَلَی الْمَطَا
وَاَنْتَ بِاَمْوَالٍ وَّ خَیْلٍ تَفْخَرُ

اور موت کا گھوڑا جلد تجھے اپنی پیٹھ پر سوار کر لے گا اور تو اپنے مالوں اور گھوڑوں پر فخر کر رہا ہے

اَلَا لَیْسَ غَیْرَ اللّٰہِ شَیْءٌ مُّدَوَّمٌ
وَکُلُّ جَلِیْسٍ مَّا خَلَا اللّٰہَ یَھْجُرُ

سنو! اللہ کے سوا کوئی شے رہنے والی نہیں اور ہر ہم نشیں سوائے اللہ کے جدا ہونے والا ہے

تَذَکَّرْ دِمَآءَ الْعَارِفِیْنَ بِسُبْلِہٖ
اَلَمْ یَأْنِ اَنْ تَخْشٰی اَاَنْتَ مُحَرَّرُ

خدا کی راہ میں عارفین کے بہنے والے خون کو یاد کر۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تو ڈرے؟ یا کیا تو آزاد ہے؟

(القصائد الاحمدیہ مترجم صفحہ: 115,114)

فارسی منظوم کلام

درغیبی و قدرتت ہویدا

اے دلبر و دلستان و دلدار
و اے جانِ جہان و نور انوار

اے دلبر محبوب اور دلدار اے جہاں کی جان اور نوروں کے نور

لرزاں ز تجلیت دل و جان
حیراں زرخت قلوب و ابصار

جان و دل تیرے جلال سے کانپ رہے ہیں قلوب اور نظریں تیرے رخ کو دیکھ کر حیران ہیں

درذات تو جز تحیرے نیست
ہنگام نظر نصیب افکار!

تیری ذات کے بارے میں حیرت ہی حیرت ہے،غور و فکر سے جب بھی دیکھا جائے

درغیبی و قدرتت ہویدا
پنہانی و کار تو نمودار!

تو آپ غیب میں ہے مگر تیری قدرت ظاہر ہے تو مخفی ہے مگر تیرے کام نمایاں ہیں

دوری و قریب تر ز جان ہم
نوری و نہاں تر ز شب تار

تو دور ہے مگر جان سے بھی زیادہ نزدیک ہے تو نور ہے مگر اندھیری رات سے زیادہ پوشیدہ

﴿درثمین فارسی مترجم صفحہ:146﴾

اردو منظوم کلام

جس کو تیری دھن لگی آخر وہ تجھ کو جا ملا

دل جو خالی ہو گداز عشق سے وہ دل ہے کیا — دل وہ ہے جس کو نہیں بے دلبر یکتا قرار
فقر کی منزل کا ہے اوّل قدم نفیٔ وجود — پس کرو اس نفس کو زیر و زبر از بہریار
تلخ ہوتا ہے ثمر جب تک کہ وہ نا تمام — اس طرح ایماں بھی ہے جب تک نہ ہو کامل پیار
تیرے منہ کی بھوک نے دل کو کیا زیرو زبر — اے میرے فردوس اعلیٰ اب گرا مجھ پر ثمار
اے خدا اے چارہ ساز درد ہم کو خود بچا — اے میرے زخموں کے مرہم دیکھ میرا دل فگار
باغ میں تیری محبت کے عجب دیکھے ہیں پھل — ملتے ہیں مشکل سے ایسے سیب اور ایسے انار

تیرے بن اے میری جان یہ زندگی کیا خاک ہے
ایسے جینے سے تو بہتر مر کے ہو جانا غبار

گر نہ ہو تیری عنایت سب عبادت ہیچ ہے — فضل پر تیرے ہے سب جہد و عمل کا انحصار
جن پہ ہے تیری عنایت وہ بدی سے دور ہیں — رہ میں حق کی قوتیں ان کی چلیں بن کر قطار
چُھٹ گئے شیطاں سے جو تھے تیری الفت کے اسیر — جو ہوئے تیرے لئے بے برگ و بر پائی بہار
سب پیاسوں سے نکوتر تیرے منہ کی ہے پیاس — جس کا دل اس سے ہے بریاں پا گیا وہ آبشار
جس کو تیری دھن لگی آخر وہ تجھ کو جا ملا — جس کو بے چینی ہے یہ وہ پا گیا آخر قرار
عاشقی کی ہے علامت گریہ و دامانِ دشت — کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہو اشکبار

﴿درثمین اردو﴾

حضرت مسیح موعودؑ اور شفقت علیٰ خلق اللہ

(مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرت پاک میں شفقت علیٰ خلق اللہ کے ہمہ جہت پہلو نیر اعظم کی مانند درخشاں اور روشن ہیں۔ آپ عنایات کریمہ کے بحر بیکراں تھے۔ اپنوں، بیگانوں میں کوئی امتیاز نہیں تھا۔ شفقتوں اور مہربانیوں کے سب مورد تھے۔ یہاں تک کہ سخت معاند اور دشمنِ جاں بھی آپکی نوازشات سے محروم نہ تھے۔ ہر سائل نے حضرت اقدسؑ کو ہمیشہ مائل بہ کرم پایا۔ دارِ مسیح سے کوئی خالی ہاتھ نہ لوٹا۔ ہر کس و ناکس پر ابرِ فیضان لطف وعنایت یکساں برسا۔ آپکی سیرت طیبہ کے چند واقعات شفقت علیٰ خلق اللہ کے حوالہ سے پیش خدمت ہیں:۔

1) فتح خان نامی شخص حضرت اقدسؑ کے پاس خادم تھا۔ نہایت اخلاص اور ارادت سے خدمت بجالانے والا تھا۔ اس کی مالی حالت اور اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں۔ ''......ایک شخص نہایت درجہ مخلص ہے۔ جس کا دل خلوص سے بھرا ہوا ہے۔ اس کا نام فتح خان ہے۔ فتح خان بوجہ ان انقلابات کے جو مصلحت ایزدی نے ہر ایک فردبشر کیلئے اس کے حسب حالت مقرر کئے ہیں۔ بہت سے قرضہ کی زیر باریوں میں مبتلا ہے۔ اور بایں ہمہ اس کا دل کچھ ایسے طور پر واقعہ ہے کہ ہم وغم دنیا کی نسبت ہم وغم دین کا اس پر بہت غالب ہے۔ مگر میں جو اس کے اندرونی تردّدات پر واقف ہوں اس لئے مجھے اس کی حالت پر بہت رحم آتا ہے۔''

فتح خاں کا چھوٹا بھائی عبداللہ اپنے بھائی کے پاس قادیان آیا ہوا تھا۔ اور بے روزگار تھا۔ حضرت اقدسؑ فتح خان کی مخدوش مالی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں جموں میں خط تحریر فرماتے ہیں اور عبداللہ خان کے روزگار کے بارہ میں یوں تحریک فرماتے ہیں'' ـ ـ ـ ـ ـ چونکہ فتح خان پر دین کی ہمدردی اور غمخواری کا اس قدر غلبہ ہورہا ہے کہ وہ دنیوی معاشات کو بہ تحقیق وجدوجہد طلب کرنے کے قابل نہیں لیکن بھائی اس کا اس قابل ہے۔ سو میں چاہتا ہوں کہ آں مخدوم کی سعی اور کوشش اور سفارش سے جموں میں کسی جگہ دس بارہ روپے کی نوکری عبداللہ خان کو مل جاوے۔ مجھے اس شخص کے لئے دردِ دل سے خیال ہے۔ سو آپ محض للہ ایک دو جگہ سفارش کریں ـ ـ ـ ـ ـ'' (مکتوبات احمد۔ جلد دوم صفحہ 45,46)

ایک اور مکتوب میں حضرت مسیح موعودؑ حضرت مولوی صاحب کو اسی کام کی نسبت یاددہانی کراتے ہوئے رقم فرماتے ہیں :۔ ’’میں نے آگے بھی ایک خط میں اطلاع دی تھی کہ ایک صاحب فتح خان نامی میرے پاس رہتے ہیں اور میری خدمت میں ملازموں کی طرح مشغول ہیں۔ نیک بخت اور دیندار آدمی ہے۔ ان کا چھوٹا بھائی عبداللہ خان نام بیکار ہے۔ قرضداری بہت ہے۔ وہ بھی مضبوط عمر بست سالہ اور خوب ہشیار اور کارکن آدمی اور سپاہیانہ کاموں کے لئے بہت مناسبت رکھتا ہے۔ مجھے فتح خان کے حال پر بہت رحم آتا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ یہ چھوٹا بھائی اس کا عبداللہ کسی سات آٹھ روپے تنخواہ پر نوکر ہو جائے۔ قرضہ کی بلا سے کچھ تخفیف ہو۔ اگر آں مخدوم فرماویں تو یقین ہے کہ کسی امیر معزز عہدہ دار کی اردل میں یا ایسی ہی کسی اور جگہ نوکر ہو جاوے۔۔۔۔‘‘ (ایضاً ص:49)

دیکھئے حضرت مسیح موعودؑ کے قلب صافی میں اپنے ملازموں اور خدمت گزاروں کے لئے رحم اور ہمدردی کا اس قدر جذبہ کارفرما ہے کہ حضرت مولوی صاحب کو بار بار عبداللہ خان کی نوکری کے لئے تحریک فرمارہے ہیں۔

2) میر عباس علی لدھیانوی صاحب کا حضرت اقدسؑ کے ساتھ اخلاص کا تعلق تھا۔ پھر کسی کی بنا پر آپ سے الگ ہو گئے۔ اوائل زمانہ تعلق میں انہوں نے حضرت اقدسؑ کی بارگاہ میں ایک درخواست کی۔ اس درخواست کے ضمن میں آپ حضرت مولوی صاحب کو خط تحریر فرماتے ہیں۔

’’میر عباس علی جو ایک پرانے مخلص ہیں۔ نہایت التجا اور تاکید سے لکھتے ہیں کہ میر الڑکا مڈل تک پڑھا ہوا ہے۔ انگریزی میں گزارہ کے موافق تحریر کر سکتا ہے۔ حساب وغیرہ جانتا ہے۔ منشی محمد سراج الدین صاحب جو افسر ڈاکخانہ جات ریاست جموں ہیں۔ آپ کی سفارش سے توجہ فرما کر اس کو اپنے سلسلہ میں کہیں نوکر رکھ لیں۔ اس لئے آپ کی خدمت میں سفارش کرتا ہوں کہ آپ خاص اپنی طرف سے اور نیز اس عاجز کی طرف سے سفارش تحریر فرما دیں۔۔۔۔‘‘ (ایضاً ص95)

> نوع انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی ﷺ۔
> ﴿روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13﴾

3) حضرت اقدسؑ کے بعض اقرباء دین حق سے برگشتہ اور دہریہ ہو چکے تھے جن میں سے ایک احمد بیگ بھی تھے۔ یہ سب حضرت صاحب سے نشانِ آسمانی کے طالب بھی تھے حضرت مسیح موعودؑ نے با الہام الٰہی ایک انذاری پیش گوئی کا اعلان فرمایا۔ جس کا تعلق انہی اقرباء سے تھا۔ اس الہامی پیش خبری سے ان لوگوں میں حد سے زیادہ جوشِ مخالفت پیدا ہوا۔ احمد بیگ کا بیٹا

بغرض علاج ونوکری حضرت مولوی صاحب کے ہاں جموں میں مقیم تھا۔ وہاں سے وہ حضرت صاحب کی خدمت میں نوکری کے حصول کے لئے خط لکھتا تھا کہ آپ حضرت مولوی صاحب سے اس سلسلہ میں سفارش کر دیں۔محمد بیگ کے خطوط کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ حضرت مولوی صاحب کو خط تحریر فرماتے ہیں:۔

i) ''محمد بیگ لڑکا جو آپ کے پاس ہے آنمکرم کو معلوم ہوگا کہ اس کا والد مرزا احمد بیگ بوجہ اپنی بے سمجھی اور حجاب کے اس عاجز کے ساتھ سخت عداوت اور کینہ رکھتا ہے۔اور ایسا ہی اسکی والدہ بھی ۔۔۔لیکن تاہم کچھ مضائقہ نہیں کہ ان لوگوں کی سختی کے عوض نرمی اختیار کر کے ادفع بالتی ھی احسن کا ثواب حاصل کیا جائے۔اس لڑکے محمد بیگ کے کتنے خط اس مضمون کے پہنچے کہ مولوی صاحب پولیس کے محکمہ میں مجھ کو نوکر کرا دیں۔آپ براہ مہربانی اس کو بلا کر اسے سمجھا دیں کہ تیری نسبت انہوں نے بہت سفارش لکھی ہے۔اور تیرے لیے جہاں تک گنجائش اور مناسب وقت کچھ فرق نہ ہوگا۔غرض آنمکرم میری طرف سے اس کے ذہن نشین کر دیں کہ وہ تیری نسبت بہت تاکید کرتے ہیں...... (ایضاً ص 114,113)

ii) ایک خط میں محمد بیگ نے حضرت مولوی صاحب کے ہاں قیام کے دوران حضرت مسیح موعودؑ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ لنگر خانہ سے بعض وقت بھوک کے وقت کھانا نہیں ملتا۔ اس پر حضرت صاحب نے حضرت مولوی صاحب کو تحریر فرمایا''......چونکہ وہ لڑکا ہے، ایسی عمر میں اکثر لوگوں کو کھانے پینے میں ہی خیال رہتا ہے۔اس لئے مکلف ہوں کہ چند روز کے قیام میں خاص طور پر اس کی خبر رکھیں اور اگر اس کا جموں میں ٹھہرنا چنداں ضروری نہ ہو تو تسلی اور مدارات کے ساتھ دوا دے کر اس کو اس طرف روانہ کر دیں۔اس کی نوکری اس حالت میں ہو سکتی ہے کہ حالت صحت اس کام کے لائق ہو۔آئندہ آپ جیسے مناسب سمجھیں عمل میں لاویں.....'' (ایضاً ص 119)

iii) ''.....محمد بیگ کی نسبت آپکو یاد دلاتا ہوں کہ ایک خاص طور پر مہربانی سے بھری توجہ اس کی نسبت فرماویں کہ تا وہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلد صحت یاب ہو جائے۔اور اس کو آپ تسلی دیں کہ پورے طور پر صحت یاب ہونے کے بعد اس کی نوکری کا بھی

''جیسا کہ نوح کے وقت میں ہوا کہ ایک قوم کی تکذیب سے دنیا پر عذاب آ گیا بلکہ پرند چرند وغیرہ بھی اس عذاب سے باہر نہ رہے۔غرض عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کسی صادق کی حد سے زیادہ تکذیب کی جائے یا اس کو ستایا جائے تو دنیا میں طرح طرح کی بلائیں آتی ہیں۔خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں یہی بیان کرتی ہیں اور قرآن شریف بھی یہی فرماتا ہے......''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۷۔۱۶۴)

بندوبست کیا جائے گا۔غرض اس پر مہربانی کی نظر فرماویں اور ہر طرح سے اس کی نیکی کا خیال رکھیں.....‘‘(ایضاً ص119)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا اقربا معاندین کے ساتھ یہ حسن سلوک مودۃ فی القربیٰ کی اعلیٰ مثال ہے۔

4۔اپنوں کے علاوہ غیروں سے بھی ہمدردانہ اور خیرخواہی کا سلوک بھی حضرت مسیح موعود کا کم نہیں تھا۔انکی حالت زار کو آپ برداشت نہ کر سکتے تھے۔شفقت وہمدردی کا جام اچھل پڑتا۔حضرت مسیح موعودؑ ایک مسکین کی حالت غربت کو دیکھتے ہوئے حضرت مولوی صاحب کو لکھتے ہیں:۔’’شیخ شہاب الدین بہت مسکین آدمی ہے۔اس کی ملازمت کے لئے ضرور فکر فرماویں۔باپ بڈھا،آپ کمزور،گھر میں کھانے کیلئے نہیں۔اگر آپ ایما فرماویں تو میں آپ کی خدمت میں بھیج دوں۔‘‘(ایضاً ص101)

5۔مرزا امام دین حضرت اقدس مسیح موعود کے چچازاد بھائی تھے۔لیکن آپ کے سخت معاند اور مخالف تھے۔ایذا رسانی پر مستعد اور سرگرم رہتے تھے۔اپنی ایک ضرورت کے ازالہ کے لئے حضرت اقدس کی خدمت میں التجا کرتے ہیں۔تو حضرت صاحب حضرت مولوی صاحب کو خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

i) ’’پرسوں میری طرف آپ کے نام گھوڑے کی سفارش کیلئے ایک خط روانہ ہوا تھا۔وہ خط میرے اقارب میں سے مرزا امام الدین صاحب میرے چچازاد بھائی نے بالحاح مجھ سے لکھوایا تھا۔ہر چند میں جانتا تھا کہ اسکا لکھنا غیر موزوں وغیر محل ہے۔مگر چونکہ مرزا امام الدین صاحب دراصل میرے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ انکی ایمانی حالت خدا تعالیٰ درست کردے اور خیالات فاسدہ سے چھڑا دے۔اس لئے ان کی دلجوئی کی غرض سے لکھا گیا ہے.....‘‘(ایضاً ص30)

ii) ایک سال کے بعد حضرت مسیح موعودؑ پھر حضرت مولوی صاحب کو اسی مذکورہ سلسلہ میں خط ارسال کرتے ہیں اور ارقام فرمایا:

’’اس خط کی تحریر سے مطلب آپ کو ایک تکلیف دینا ہے اور وہ یہ ہے کہ مرزا امام الدین صاحب جو میرے چچازاد بھائی ہیں، ایک بیش قیمت گھوڑا ان کے پاس ہے۔جو خوش رفتار اور راجوں رئیسوں کی سواری کے لائق ہے۔اب وہ اس کو فروخت کرنا چاہتے ہیں۔چونکہ ایسے گراں قیمت گھوڑوں کو عام لوگ خرید نہیں سکتے اور رئیس خود ایسی چیزوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔لہٰذا مکلّف ہوں کہ آپ براہ مہربانی رئیس جموں یا اس کے کسی بھائی کے پاس تذکرہ کر کے جدوجہد کریں کہ تا مناسب قیمت سے وہ گھوڑا خرید لیں۔اگر خریدنے کا ارادہ ان کی طرف سے پختہ ہو جائے تو گھوڑا آپکی خدمت میں بھیجا جاوے۔ضرور کوشش بلیغ کے بعد اطلاع بخشیں۔‘‘ (ایضاً ص64)

**’’آگ سے ہمیں مت ڈرا۔
آگ ہماری
غلام بلکہ غلاموں کی
غلام ہے‘‘**

6۔صلہ رحمی اور لطف وکرم کی ایسی ہی اور عمدہ مثالیں اور اعلیٰ نمونے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ میں موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں۔حضرت اقدس کے پہلی بیوی سے ایک بیٹے فضل احمد تھے۔انکے تعلقات حضرت اقدس کے اقربا معاندین کے ساتھ تھے اور انہی کے زیر اثر تھے۔چونکہ یہ اقربا دہر یہ تھے اور دین حق کا تمسخر اڑانے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود چاہتے تھے کہ فضل احمد انکے اثر سے باہر ہو۔لیکن فضل احمد کی حالت قابل اعتراض رہی۔محمدی بیگم کی پیشگوئی میں انکا تعلق ورشتہ احمد بیگ گروہ سے رہا۔حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ اسے باز رہنے کی تحریک فرماتے رہے۔فضل احمد نے حضرت اقدس کی خدمت میں اپنی ضرورت پوری ہونے کے لئے ایک التجا بھرا خط تحریر کیا۔اس پر حضرت صاحب نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو یہ خط ارسال فرمایا۔’’فضل احمد کا خط نہایت اور غایت درجہ کی التجا سے آیا تھا کہ مولوی صاحب کی خدمت میں سفارش کریں کہ کوئی نوکری میرے گزارہ کے موافق کرادیں۔بیس روپے میں اپنے عیال کا گزارہ نہیں کرسکتا۔سو اگرچہ مصلحت وقت کا حال آنمکرم کو بہتر معلوم ہوگا۔لیکن اگرچہ کچھ حرج نہ ہواور مصلحت کے برخلاف نہ ہواور کچھ جائے اعتراض نہ ہو اور آنمکرم کچھ اس کی معاش کے لئے اس سے بہتر تجویز کرسکیں تو کردیں۔اگرچہ ابھی تک اس کا چال چلن کا حال قابل اعتراض ہے۔مگر شائد آئندہ درست ہوجائے۔ابرار واخیار جو متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہیں کبھی آیت کریمہ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا پر عمل کرلیتے ہیں۔۔۔‘‘ (ایضاً ص127,126)

> ہر ایک صبح تمہارے لیے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لیے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔
> ﴿روحانی خزائن جلد19 صفحہ 12﴾

ہمدردیٔ خلق اللہ کا جو جوش اور جذبہ آپ کے قلب اطہر میں موجزن تھا اور اپنی زندگی کا جو اس حوالہ سے مقصدِ وحید تھا اس کی کیفیت آپ کے اس شعر سے مظہر ہے۔

؎ مرا مقصود و مطلوب و تمنا، خدمت خلق است

همیں کارم، همیں بارم، همیں رسمم، همیں راهم

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی فریضہ شفقت علیٰ خلق اللہ کی بجا آوری کی احسن رنگ میں توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔(آمین)

(نوٹ: اس مضمون کے تمام حوالجات مکتوبات احمد جلد دوم جدید ایڈیشن ربوہ سے اخذ کئے گئے ہیں)

قسط دوم

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

مسلم ہندوستان اور انگریز

﴿مکرم جمیل احمد بٹ صاحب کراچی﴾

انگریز ایک بڑی یورپی طاقت تھے وہ مذہباً عیسائی تھے اور عملاً عیسائیت کے سرپرست اور ہندوستان کے حاکم۔ ان مختلف حیثیتوں کے مطابق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا انگریزوں سے تعلق اور رویہ بھی جدا جدا تھا، تاہم اسلامی تعلیمات کے مطابق ان سب رویوں میں استغناء، حق گوئی، مقصدیت اور اعلیٰ اخلاق کا اظہار قدرِ مشترک تھا۔ یہی خوبیاں آپ کے اس تعلق کو اپنے ہم عصر تمام مسلم زعماء اور لیڈروں کے انگریزوں سے فدویانہ اور یک طرفہ اظہارِ وفاداری سے مختلف اور کمتر اور خود کو انگریزوں کے مفاد کے ایک کامیاب ترین باغی کے روپ میں نمایاں کرتی ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ اور انگریز قوم: حضرت بانی سلسلہ ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۵۷ء کے غدر کے وقت آپ بعمر ۲۲ سال قادیان میں گوشہ گمنامی میں تھے اور یوں آپ کی پبلک زندگی کا تمام تر زمانہ انگریزوں کے انتہائی عروج کے دور میں گزرا اس کے باوجود انگریز کا ایک بڑی یورپی طاقت ہونا آپ کو ذرا برابر متاثر نہیں کرتا بلکہ اس کے برعکس آپ نے ایسے تمام لوگوں پر اتمام حجت کر کے انہیں نادم کرنے کے لئے اپنا قلم اٹھایا جنہوں نے یورپ کی جھوٹی روشنی کو اپنا دیوتا بنا رکھا تھا (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۳۱۲) یورپ کی تہذیب کو آپ نے مجموعی طور پر جھوٹی تہذیب اور ایمانی غیوری سے بہت دور پڑی ہوئی قرار دیا۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد سوم صفحہ ۱۱۶) اور قومی تعمیر کے لئے یورپ کی اتباع اور مغربی قوموں کے نقش قدم پر چلنے اور ایک دنیا پرست قوم کی پیروی سے منع فرمایا۔ اور یہ فیصلہ فرما دیا کہ: ”جو لوگ (دین حق) کی بہتری اور زندگی مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر چاہتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۰۹)

اسی طرح آپ نے انگریزی طرزِ فیشن اور وضع کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا (ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۴) اور انگریزی کی سوفسطائی اور مغشوش تعلیموں کو مسلمانوں کی آزادی مشربی کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۲۰۶)

اس لاتعلقی کے سبب آپ انگریزوں سے ملنے جلنے کے خواہشمند نہ تھے۔ زمانہ ماموریت سے قبل ایک انگریز کمشنر کی قادیان میں آمد پر اپنے والد کے کہنے پر پیشوائی کے لئے جانے کے حکم پر آپ کی طبیعت نے نہایت کراہت کی (کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۳) یہی رویہ آپ کا آخر تک رہا جیسا کہ آپ کی وفات سے چند دن پیشتر کا واقعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی کتاب ذکرِ حبیب میں بیان فرمایا ہے۔ انگریزوں سے بالمشافہ ملاقات کے جو چند واقعات آپ کی حیاتِ طیبہ میں ملتے ہیں ان ملاقاتوں میں آپ اپنی توجہ صرف پیغامِ حق پر مرکوز رکھتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ اور انگریز عیسائی: انگریزوں کی تہذیب وتمدن کے بارے میں آپ کا اشارۃً اظہار ناپسندیدگی ان کے مذہب کے معاملہ میں کھلم کھلا مخالفت میں بدل جاتا ہے۔آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے کاسرِ صلیب کے منصب پر فائز ہونے کے دعویدار تھے اور اس حیثیت میں آپ کا مشن انگریزوں کے اس مشن سے سراسر متصادم اور متضاد تھا جو وہ ہندوستان میں عیسائیت کے کامل غلبہ کے لئے رکھتے تھے۔اور حکومت کی پشت پناہی کے ساتھ جس طرح اس کے حصول کے لئے مسلسل کوشاں تھے۔آپ عیسائیت کی تبلیغ کی ان کارروائیوں کو سحر فرنگ کا قائم کردہ موم کا ایک بت قرار دیتے ہیں اور اپنے آپ کو اس بت کے توڑنے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور (فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶)

آپ نے اپنی بعثت کی غرض ہی یہ قرار دیا کہ مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں'(فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱)

آپ نے عیسائی پادریوں کو دجال قرار دیا اور دجال کے قتل کو اپنے خاص کاموں میں شمار کیا۔عیسائیت کے خاتمہ کے لئے بنیادی حملہ آپ کا اس کے مزعومہ خدا کا فوت شدہ اور زیرِ زمین ہونے کا اعلان تھا۔اس باب میں حرف آخر آپ کا یہ ارشاد ہے۔''مسیح کو مرنے دو کہ اسلام کی زندگی اسی میں ہے''۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵۴۸)

خدا تعالیٰ سے علم پا کر آپ نے عیسائیت کے خاتمہ اور (دین حق) کے عالمگیر غلبہ کی خدائی تقدیر کا برملا اعلان کیا اور فرمایا:''آخر توحید کی فتح ہے۔غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا.....نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔"(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۷۔۸)

عیسائی پادریوں کی روک تھام اور جوابی حملہ: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنی ابتدائی حیات طیبہ ہی میں عیسائیت سے مقابلہ کے لئے محاذ قائم فرما چکے تھے لیکن عیسائیت کے علمبرداروں سے دوبدو مقابلہ اور دین پر ان کے حملوں کی روک تھام کے لئے پرجوش حملہ آورانہ انداز میں جواب دینے کا ایک لاثانی دور آپ کے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقام ماموریت پر فائز ہونے پر شروع ہوا۔ اس اعلان جنگ کے ساتھ کہ یہ''مقام دارالحرب ہے پادریوں کے مقابلے میں'' (الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۲ء صفحہ ۷) آپ نے دین کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کا خواہ وہ کسی ہندوستانی پادری کی ہو یا کسی انگریز پادری کی اور خواہ ہندوستان کی سرحد میں ہو یا یورپ و امریکہ میں، تعاقب کیا اور عیسائی بڑوں کو روحانی نشان نمائی، مذاکرہ، مناظرہ اور مباہلہ غرضیکہ ہر میدان میں للکارا نیز انہیں مقابلہ پر آمادہ و تیار کرنے کے لئے ہر طرح چیلنج دئے اور انعامات کی پیشکش فرمائی۔ آپ کی جانب سے عیسائیوں کو یہ دعوت مقابلہ ہمیشہ قائم رہی کہ:''اٹھو عیسائیو! اگر کچھ طاقت ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو'' (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۴) لیکن ساتھ ہی آپ نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ عیسائی پادری آپ سے مقابلہ میں عاجز رہیں گے۔چنانچہ ارشاد ہوا کہ :''مجھے خدا نے اپنی طرف سے قوت دی ہے کہ میرے مقابل پر مباحثہ کے وقت کوئی پادری ٹھہر نہیں سکتا اور میرا رعب عیسائی علماء پر خدا نے ایسا ڈال دیا ہے کہ ان کو طاقت نہیں رہی

کہ میرے مقابل پر آسکیں۔چونکہ خدا نے مجھے روح القدس سے تائید بخشی ہے اور اپنا فرشتہ میرے ساتھ کیا ہے اس لئے کوئی پادری میرے مقابل پر آ ہی نہیں سکتا۔‘‘(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ص ۱۴۹۔۱۵۰)حضرت بانی سلسلہ کی اس حملہ آورانہ مدافعت نے ہوا کا رخ پلٹ دیا اور عیسائی پادری راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوئے۔حتیٰ کہ اس صورتحال پر عیسائی دنیا کی تشویش واضطراب کا اظہار ۱۸۹۴ء میں لندن میں منعقدہ پادریوں کی ایک عالمی کانفرنس میں لارڈ بشپ جان ایل کوٹ نے یوں کیا:

"There is a new kind of Mohammadism showing itself in many parts of our Empire in India...... Changes are plainly to be recongized."

(The Official Report of the Missionery Confrence of the Anglican Cmmunion 1894 page 64)

یعنی ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا محمڈن ازم ہمارے سامنے آرہا ہے یہ نئے تغیرات باآسانی شناخت کئے جا سکتے ہیں۔حضرت بانی سلسلہ کی اس جدوجہد کا کئی مسلم زعماء نے بھی برملا اعتراف کیا مثلاً مولانا ابوالکلام آزاد بیان کرتے ہیں:۔’’مرزا صاحب کی اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے جو کہ سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں اور لاکھوں مسلمان اس کے زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی کے حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔‘‘ (اخبار وکیل امرتسر بحوالہ البدر ۱۸ جون ۱۹۰۸ء)

علمی اسلحہ خانہ کی تخلیق : حضرت بانی سلسلہ نے ہندوستان کو پادریوں کے خلاف دارالحرب کہا اور قلم کا ہتھیار لیکر ان کے خلاف حرب کی تلقین کی۔خدا تعالیٰ نے آپ کو سلطان القلم فرمایا اور آپ نے اپنے قلم سے ردعیسائیت کے لئے دلائل وبراہین کا ایک عظیم الشان علمی اسلحہ خانہ تخلیق کر دیا۔آپ کی تمام تحریرات اور ملفوظات میں ردعیسائیت پر بیان موجود ہے۔لیکن چند تصانیف اس موضوع پر خاص ہیں جن میں اول براہین احمدیہ ہے جس میں بشمول عیسائیت تمام مخالف مذاہب کے اسلام کے خلاف منظم حملوں کا علمی، عملی، عقلی اور منقولی سبھی ہتھیاروں سے دندان شکن جواب دیا گیا اور یہ انعامی چیلنج بھی دیا گیا کہ جو شخص ان قرآنی دلائل کا نصف، تہائی، چوتھائی یا پانچواں حصہ بھی اپنی الہامی کتاب سے نکال کر دکھائے یا اس قدر ان دلائل کو توڑے تو آپ بلاتامل اپنی دس ہزار روپے کی جائداد اس کے حوالے کر دیں گے۔اس کتاب کا تمام دینی حلقوں میں انتہائی گرمجوشی سے استقبال کیا گیا اور اب بھی اعتراف کیا جاتا ہے جیسا کہ ایک مخالف کتاب نے لکھا:’’اس کتاب کی کامیابی اور اس کی تاثیر کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس میں دوسرے مذاہب کو چیلنج کیا گیا تھا۔اور کتاب جوابِ دہی کے بجائے حملہ آورانہ انداز میں لکھی گئی تھی‘‘۔

(قادیانیت از سید ابوالحسن ندوی صفحہ ۱۵)

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے۔ وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے۔
﴿روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26﴾

پھر آپ کی کتاب فتح اسلام اور توضیح مرام شائع ہوئیں جن میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا اعلان کر کے آپ نے عیسائیت کے خاتمہ کی مستقل بنیاد رکھ دی۔ اس بارے میں آپ نے اہل اسلام کو یہ وصیت فرمائی۔ ”عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے یہی ایک بحث ہے جس میں فتح یاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔“ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۲)

ایک مسلم عالم نے لکھا: ”تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور پادری اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو چکا ہے اور جس نبی کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں اس ترکیب سے اس نے نصرانیوں کو اتنا تنگ کیا کہ ان کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔“ (دیباچہ بر ترجمۃ القرآن از مولوی اشرف علی تھانوی از نور محمد نقشبندی چشتی صفحہ نمبر ۳۰ مطبع ۱۹۳۴ء)

وفات مسیح کے بارے میں آپ کا ایک اور اہم انکشاف حضرت عیسیٰؑ کے سفر کشمیر اور مزار کے بارے میں تھا جب آپ نے ۱۸۹۵ء میں اپنی کتاب ست بچن میں بیان فرمایا۔ حضرت عیسیٰؑ کے صلیب سے زندہ اتر آنے اور پھر کشمیر کی طرف ہجرت کرنے اور وہیں وفات ہونے کے بارے میں آپ نے لاجواب دلائل سے پُر ایک کتاب مسیح ہندوستان میں ۱۸۹۹ء میں تالیف فرمائی۔ اس کتاب میں آپ کا یہ ارشاد ہے: ”جو شخص میری کتاب مسیح ہندوستان میں اول سے آخر تک پڑھے گا ممکن نہیں کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد وہ اس بات کا قائل نہ ہو جائے کہ مسیح کے آسمان پر جانے کا خیال لغو اور جھوٹ اور افتراء ہے۔“ (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۵)

آپ کی کتب نور الحق حصہ اول پادری عماد الدین کی اشتعال انگیز کتاب توزین الاقوال کے جواب میں پانچ ہزار روپے کے انعامی چیلنج کے ساتھ جنوری ۱۸۹۴ء میں کتاب نور الحق نمبر ۲ پادری فتح مسیح کے دشنام آلودہ خطوط کے جواب میں دسمبر ۱۸۹۵ء میں کتاب البلاغ یا فریاد درد ایک اور بدزبان عیسائی کی بدنام زمانہ کتاب امہات المومنین پر ردعمل کے اظہار کے طور پر ۱۸۹۸ء میں اور کتاب چشمہ مسیحی، عیسائی کتاب ینابیع الاسلام کے جواب میں ۱۹۰۶ء میں شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ عیسائی زعماء کو ایک عظیم الشان دعوت دین پر مشتمل کتاب حجۃ الاسلام، پادری عبداللہ آتھم سے تحریری مباحثہ کی روداد پر مشتمل کتاب جنگ مقدس ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئیں اور سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب نامی کتاب ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی جو دین حق اور عیسائیت کے مقابل میں ایک عیسائی کے سوالوں کے جواب میں ہے۔ آپ کا یہ علم کلام رہتی دنیا تک عیسائیت سے نبرد آزما ہونے والے مجاہدین کا زاد راہ رہے گا۔ اس لٹریچر کی یہ شان خود عیسائیوں نے تسلیم کی۔ جیسا کہ برطانیہ کے اخبار چرچ فیملی Church Family نے لکھا: ”مرزا غلام احمد کے پیدا کردہ لٹریچر کا جواب نہ دیا جائے۔ وہ عیسویت کے خلاف ایسا حربہ لٹریچر کی شکل میں پیدا کر دیں گے کہ بائبل کا صفایا ہو جائے گا۔“ (بحوالہ حیات احمد جلد پنجم از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی) ”یہ لٹریچر مسلمان رہنماؤں کی تعریف کا بھی مرکز رہا جیسا کہ مولانا ابوالکلام آزاد صاحب کی یہ نمائندہ تحریر ’مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحی اور آریاؤں کے مقابل ان سے ظہور پر آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ

کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر ومنزلت آج جب وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔

(اخبار وکیل امرتسر بحوالہ رسالہ البدر ۱۸ جون ۱۹۰۸ء)

اس قلمی جہاد کا ایک اور رخ خطوط واشتہارات کا ایک سلسلہ اور ایک انگریزی اخبار کا اجراء تھا۔ ۱۸۹۵ء میں شائع شدہ اپنی ایک تصنیف میں آپ نے تحریر فرمایا۔ "اس عاجز نے چار ہزار کے قریب خطوط اور اشتہارات الہامی برکات کے مقابلہ کے لیے مذاہب غیر کی طرف روانہ کئے بالخصوص پادریوں میں سے شاید ایک بھی نامی پادری یورپ اور امریکہ اور ہندوستان میں باقی نہیں رہا جس کی طرف خط رجسٹری کر کے نہ بھیجا ہو۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۴۷)

یورپ کے حق کے طالبوں کے لئے آپ نے ایک انگریزی رسالہ کے اجراء کا اعلان فرمایا۔ یہ رسالہ جنوری ۱۹۰۲ء سے شائع ہوا شروع ہوا اور اس کا نام Review of Religions تجویز ہوا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پیدا کردہ دعوت حق کی اس لگن کے ساتھ آپ کی قائم کردہ جماعت گزشتہ سو سال سے اس پیغام کو نہ صرف انگریزوں کے مرکز برطانیہ میں بلکہ تمام عیسائی دنیا میں پھیلانے کے لئے مصروف جہاد ہے اور اپنے اموال، اوقات اور جانیں اس راہ میں فدا کئے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جو کامیابیاں عطا فرما رہا ہے وہ سب کے سامنے ہیں۔ ۶۰ سال پہلے تک کی کاوشوں پر ایک تبصرہ "جماعت احمدیہ کا ایک وسیع تبلیغی نظام ہے اور ان کے مبلغین نے خاص کوشش کی ہے کہ یورپ کے لوگ اسلام قبول کریں...... وہ ان حملوں کا دفاع بھی کرتے ہیں جو عیسائی مناظرین نے اسلام پر کئے۔"

(انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۷-۱۲۷ مطبوعہ ۱۹۴۷ء)

حضرت بانی سلسلہ اور انگریز حکومت: انگریز حکومت کے مذہب عیسائیت کی اعلانیہ نفی اور اس کے خاتمہ کے لئے پیہم جدوجہد کے ساتھ ساتھ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ہمیشہ اس بات کے خواہشمند رہے کہ ارباب حکومت دین حق قبول کر لیں۔ اپنی پہلی تصنیف میں ہی آپ نے انگریز حکومت کو دعوت الی اللہ کی ضرورت بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا: "اس مربی سلطنت کی شکر گزاری کے لئے یہ بھی پر ضرور ہے کہ جیسا ان کی دولت ظاہری کی خیر خواہی کی جائے ایسا ہی اپنے وعظ اور معقول بیان اور عمدہ تالیفات سے یہ کوشش کی جائے کہ کسی طرح دین دین حق کی برکتیں بھی اس قوم کے حصہ میں آجائیں۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۱۴۲)

اس جذبے کے تحت آپ نے دعویٰ مسیحیت کے ساتھ ہی جب عام دعوت دین دی تو ایک خط اور ایک اشتہار بذریعہ رجسٹری گورنمنٹ برطانیہ کے شہزادہ ولی عہد کے نام بھی روانہ کیا اور وزیر اعظم تخت انگلستان گلیڈ اسٹون کے نام بھی ایک پرچہ اشتہار اور خط روانہ کیا گیا۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۵۶ حاشیہ) آپ نے ۱۸۹۳ء میں براہ راست انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ کو ایک خط کے ذریعہ ان ہی الفاظ میں دعوت دین دی جن میں خود آنحضرت ﷺ نے ۶۲۸ء میں قیصر و کسریٰ کو دعوت دی تھی چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا: یا ملیکۃ الارض اسلمی تسلمین اسلمی (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۳۴) یعنی اے زمین کی ملکہ دین قبول کرتا تو بچ جائے۔ ۱۸۹۷ء میں جب ہندوستان بھر کے مسلمان اور مسلم جماعتیں ملکہ

وکٹوریہ کی ساٹھ سالہ جوبلی کی رنگا رنگ تقریبات میں مصروف تھیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے تحفہ قیصریہ کے نام سے ایک رسالہ شائع کر کے ملکہ کو ایک بار پھر ان الفاظ میں دعوت دین دی: ''اے ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند!... تو اس خوشی کی وقت میں جو شصت سالہ جوبلی کا وقت ہے یسوع کے چھوڑنے کے لئے کوشش کر۔'' (تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۷)

آپ نے اس کتاب کے چند نسخے دیدہ زیب مجلد کروا کر ملکہ وکٹوریہ، وائسرائے ہند اور لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو ارسال فرمائے۔ اس کتاب میں آپ نے ملکہ کے سامنے پایہ تخت لندن میں ایک جلسہ مذاہب کے انعقاد کی تجویز بھی پیش فرمائی۔ اس جلسہ کا ایک ممکنہ نتیجہ آپ کے الفاظ میں یوں ہے: ''انگلستان جس کے کانوں تک بڑی خیانتوں کے ساتھ (۔) واقعات پہنچائے گئے ہیں سچے نقشہ پر اطلاع پا جائے گا۔''

(تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۰)

اس کتاب پر دو سال گزرنے کے بعد آپ نے اس کے مضمون کی یاد دہانی کے لئے ایک اور مختصر رسالہ ستارہ قیصریہ کے نام سے تحریر فرمایا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی شدید خواہش تھی کہ انگریزی حکومت کو آسمانی نشان دیکھنے کی طرف توجہ ہوتا (دین حق) کی سچائی الم نشرح ہو جائے۔ اس خواہش کا ایک انگریزی عدالت میں بیان صفائی دیتے ہوئے ایک بار آپ نے یوں اظہار فرمایا: ''کاش مجھ سے گورنمنٹ کی طرف سے یہ مطالبہ ہوتا کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی آسمانی نشان یا کوئی ایسی پیشگوئی جو امن اور سلامتی کے اندر محدود ہو دکھلاؤ تو.... یہ سب حقیقت کھل جاتی کہ آسمان پر ایک خدا ہے جس کی قدرتوں سے یہ سب کچھ ہوتا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد دوئم صفحہ ۲۹۸)

> تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ سے دو بھائی۔ تم سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔
>
> ﴿ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13 ﴾

۱۸۹۹ء میں آپ نے ایک اشتہار کے ذریعہ انگریزی حکومت کو ایک جلسہ مذاہب عالم کے انعقاد کی ترغیب دلائی۔ جولائی ۱۹۰۰ء میں کتاب گورنمنٹ انگریزی اور جہاد میں آپ نے وائسرائے ہند لارڈ کرزن کو تحریک فرمائی کہ وہ سچے مذہب کی آزمائش کے لئے امتحان کریں۔ ردعیسائیت اور اشاعت دین حق کی یہ عظیم جدوجہد اغراض حکومت کے سراسر خلاف تھی جیسا کہ یہ شہادت بلا شبہ ردعیسائیت کے سلسلہ میں ہر ایک مناظرہ، ہر ایک تبلیغ، ہر ایک تصنیف اغراض حکومت سے سراسر بغاوت تھی۔

(علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے از مولانا سید محمد میاں بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۱۱۲)

حکومت سے لاتعلقی کے فاصلہ پر رہتے ہوئے حکومت کے حوالے سے حق گوئی اور بے باکی آپ کا شیوہ رہا۔ ایک پادری فتح مسیح نے آپ کے نام خط میں یہ سوال اٹھایا کہ اگر آنحضرت ﷺ جیسا شخص گورنمنٹ انگریزی کے زمانہ میں ہوتا تو یہ گورنمنٹ اس سے کیا سلوک کرتی۔ آپ نے اس کو یہ پرشوکت جواب دیا:

''اگر وہ سید الکونین اس گورنمنٹ کے زمانہ میں ہوتے تو یہ سعادت مند گورنمنٹ ان کی کفش برداری اپنا فخر سمجھتی

جیسا کہ قیصر روم صرف تصویر دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔'' (نورالقرآن حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۸۲)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسلمانوں کے حقوق کے لئے بھی کوشاں رہے اور حسب ضرورت ان کے لئے آواز اٹھائی اور اضافی کوششیں بھی فرمائیں۔۱۸۹۳ء میں آپ نے ملکہ وکٹوریہ کو برصغیر کے مسلمانوں کا بطور خاص خیال رکھنے اور ان سے دیگر اقوام کے مقابلہ میں بہتر سلوک کرنے کی نصیحت کی کیونکہ اس نے مسلمانوں کے ملک پر قبضہ کیا ہے اور سابق حاکم ہونے کے ناطے وہ خصوصی سلوک کے مستحق ہیں۔اس انقلاب کے نتیجہ میں جو شریف اور معزز خاندان زبوں حالی کا شکار ہوئے آپ نے ملکہ کو ان مسلمانوں کو ترجیح دینے اور مقربین میں شامل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ یہ مسلمانوں کے حقوق کی عام بحالی کے لئے دلی تڑپ کے ساتھ کی جانے والی ایک انتہائی متوازن کوشش تھی۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۳۴-۵۳۵)

حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات مقدس پر ہونے والے ناپاک حملوں کے تکلیف دہ سلسلہ کے مستقل قانونی سدباب کے لئے آپ نے ۱۸۹۵ء میں حکومت کے سامنے تعزیرات ہند میں ترمیم کی ایک آئینی تجویز پیش کی۔ (آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۸۴-۸۶) اس تحریک کو عوامی رنگ دینے کے لئے آپ نے اس درخواست پر عام مسلمانوں کو دستخط کرنے کی دعوت دی (آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۰-۱۰۲) ہزاروں دستخط بھی ہوگئے لیکن بااثر مخالف علماء نے اس تحریک کی بھی مخالفت کی اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے مطالبہ کیا کہ اگر حضرت صاحب اس معاملہ سے علیحدہ ہوجائیں تو پھر وہ خود اس پر کام کریں گے۔ ان کے نزدیک آپ اس کام کے اہل نہ تھے کیونکہ اس کی لائلٹی (وفاداری) مشتبہ ہے کوئی مسلمان وفادار گورنمنٹ یہ کام کرے تو یہ انجام پذیر ہوسکتا ہے۔'' (اشاعۃ السنۃ جلد ۶ نمبر ۱۲ صفحہ ۳۶۱)

حضرت بانی سلسلہ بادل نخواستہ علیحدہ ہوگئے لیکن افسوس کہ مولوی بٹالوی صاحب نے یہ خدمت اپنے ذمہ لے کر عملاً کچھ نہ کیا اور یہ اہم مشن ادھورا رہ گیا۔۱۸۹۸ء میں بدنام زمانہ کتاب امہات المومنین کی اشاعت پر آپ نے ایک بار پھر وائسرائے ہند کو ایک میموریل بھجوایا جس میں اپنی گزشتہ تجاویز کا اعادہ کرتے ہوئے حکومت کو کاروائی کی طرف توجہ دلائی۔

یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے انگریز حکومت کو یہ تحریک فرمائی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے جمعہ کو روز تعطیل قرار دیا جائے۔آپ نے اس تجویز کے حق میں مضبوط دلائل بھی دیئے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ۵۴۹-۵۵۰ جدید ایڈیشن)

اس تحریک میں عوامی حمایت کا زور پیدا کرنے کے لئے آپ نے مسلمانان ہند سے اس درخواست پر دستخط کرنے کی اپیل بھی کی۔ اور جملہ مسلمانوں اور مولوی صاحبان سے تعاون کی درخواست کی۔۱۸۹۷ء میں آریہ لیڈر پنڈت لیکھرام کی ہلاکت کے بعد آریہ اخبارات نے جن مسلمان لیڈروں کا نام لے کر دھمکی دی ان میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے علاوہ سر سید احمد خان بھی تھے۔حضرت صاحب نے اس صورتحال کا نوٹس لیا اور ان دھمکیوں کے شواہد کے ساتھ حکومت سے ضروری کاروائی کا مطالبہ کیا۔مندرجہ بالا ان سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنے وجود کو حکومت کے لئے ایک تعویذ اور پناہ قرار دیا۔نیز فرمایا' میں گورنمنٹ کے لئے بمنزلہ حرز سلطنت ہوں' (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۶۹ جدید ایڈیشن) اور

اپنے بعد ایک معین عرصہ میں حکومت برطانیہ کے زوال کی یہ الہامی خبر دی کہ:

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال بعد ازاں ایام ضعف و اختلال (تذکرہ صفحہ ۶۵۰)

۱۹۰۸ء میں آپ کی وفات کے بعد ۱۹۱۷ء میں جنگ عظیم اول سے حکومت برطانیہ کے زوال کا آغاز ہوا اور بالآخر اس کا اپنی اصل حدود میں سمٹ جانا ایک تاریخی حقیقت ہے۔ساتھ ساتھ آپ نے ایک عظیم الشان دینی انقلاب کی یہ نوید بھی دنیا کو سنائی کہ:"اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ (اہل دین) روئے زمین علیٰ دین واحد جمع ہوں اور وہ ہو کر رہیں گے۔" (تذکرہ صفحہ ۴۹۰ ۲۰۰۴ ایڈیشن)اور یہ بشارت کہ 'وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دل میں تیری محبت ڈالے گا۔یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۹۷)

ایک مخالف نے اپنے رنگ میں ان پیش خبریوں پر یوں تبصرہ کیا ہے:"قیام سلطنت کے اصل داعی و محرک مرزا صاحب ہی تھے آخر کیوں نہ ہوں قوم کے مغل تھے اور رگوں میں تیموریہ خون دوڑ رہا تھا۔میرے خیال میں مرزا صاحب نے قیام سلطنت کی جن آرزوؤں کو اپنے دل میں پرورش کیا وہ قابل صد ہزار تحسین تھیں۔

(تحریر ابو القاسم دلاوری مولف رئیس قادیان بحوالہ تحریک احمدیت اور اس کے نقاد از مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ ۳۵)

حکومت کے حقوق کا خیال: مندرجہ بالا سرگرمیوں کے پہلو بہ پہلو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے حکومت کے حقوق کا بھی ہمیشہ خیال رکھا۔اس بارے میں آپ کا طرز عمل غیر مذہب کے حکمرانوں کی غلام قوموں میں بھیجے جانے والے خدائی فرستادوں بالخصوص حضرت مسیح ناصری کے مقام پر فائز ہونے کے سبب ان سے کامل مطابقت رکھتا ہے کہ جو قیصر کا ہے قیصر کو دو۔(لوقا ۲۰:۲۰) آپ نے انگریز حکومت کی قابل تعریف پالیسیوں کا برملا اعتراف کیا اور خدا اور رسول کی بزرگ تاکیدوں کے تحت ان پر شکرگزاری کا اظہار کیا۔ان دونوں پہلوؤں میں جو خوبصورت توازن تھا اس کی آپ نے یوں وضاحت فرمائی۔

"یہ شخص میرے پر یہ بھی اعتراض کرتا ہے کہ باوجودیکہ انگریزوں کی اس قدر خوشامد کی گئی پھر بھی ان کے مذہب پر حملہ کیا ہے مگر یہ کوتاہ اندیش نہیں جانتا کہ میں نے دونوں موقعوں پر کانشنس سے کام لیا ہے نہ وہ خوشامد ہے اور نہ یہ بے جا حملہ ہے۔" (ایام الصلح روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۶۹) اول نمبر پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ برصغیر کے جملہ مسلم زعماء کی مانند انگریز حکومت کے ذریعہ آنے والے اس انقلاب کے معترف تھے جس کے نتیجہ میں ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو عام طور پر اور پنجاب کے مسلمانوں کو خاص طور پر گزشتہ سکھ حکومت کی غلامی اور اس کی ظلم وزیادتیوں سے نجات ملی اور ایک پر امن، پرسکون اور محفوظ زندگی نصیب ہوئی۔اس سکھا شاہی کے ہاتھوں مسلمان جس دردناک عذاب میں مبتلا تھے اس کی کیفیت ان الفاظ سے مترشح ہے:"اس وقت پنجاب میں سکھ شاہی کا دور تھا مسلمان عورتوں کی عصمت و آبرو محفوظ نہ تھی۔ان کا خون حلال ہو چکا تھا گائے کی قربانی ممنوع تھی مسجدوں سے اصطبل کا کام لیا جا رہا تھا۔غرض مظالم کا ایک

جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔

(سیرت المہدی / جلد اوّل حصہ دوم صفحہ 365)

بے پناہ سیلاب تھا جو پانچ دریاؤں کی مسلم آبادی کو بہائے لئے جا رہا تھا۔"
(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک از مولوی مسعود ندوی صفحہ ۳۷)

انگریز حکومت کے قیام کے بعد مسلمانوں کو اس عذاب سے رہائی مل گئی اور یہ آزادی انگریز حکومت کے کے بارے میں آپ کے تعریفی ارشادات کی پہلی وجہ تھی۔ اور اس اصول کے تابع تھی کہ: 'ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کی رو سے ترجیح ہو اس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنمنٹ میں پائی جائے'۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۲۷) دوسرے نمبر پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ انگریز حکومت کی مذہبی آزادی کی اس پالیسی کو بہت سراہتے تھے جس کا اعلان واقعہ غدر کے فوراً بعد دربار الہ آباد میں ان الفاظ میں ہوا: ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ........ ہماری رعایا میں سے کسی شخص کو اس کے مذہبی عقیدے اور رسوم کی بنا پر نہ تو کسی رعایت کا مستحق سمجھا جائے اور نہ تنگ کیا جائے اور نہ کسی کا سکون چھینا جائے بلکہ قانون کی نظر میں تمام لوگ مساوی طور پر غیر جانبدارانہ رنگ میں پوری حفاظت کے حقدار رہوں۔ (انگریز اور بانی سلسلہ احمدیہ از حضرت مولانا عبدالرحیم درد صفحہ ۴۴)

> **سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو۔ نماز کو ترک مت کرو**
>
> ﴿حضرت مسیح موعودؑ﴾

آپ اس پالیسی کو اس لئے قابل تعریف جانتے کہ اس آزادی کا پورا فائدہ صرف مسلمان اُٹھا سکتے تھے اور اس کے نتیجہ میں اشاعت دین کے وہ مواقع پیدا ہوئے جن کا اس سے قبل تصور بھی ممکن نہ تھا۔ یہ دو وجوہات ان تحریرات کا کافی جواز ہیں پھر بھی حضرت مسیح موعود نے کئی مواقع پر مزید وضاحت فرمائی کہ آپ کے قلم سے نکلے ہوئے یہ تعریفی کلمات کسی بھی دنیاوی غرض اور اعزاز کے لئے نہیں بلکہ محض اللہ کی اطاعت اور سنت رسول کی اتباع میں ہیں۔ ایک موقع پر فرمایا: "ہم یہ باتیں کسی صلہ یا انعام کی خاطر نہیں کرتے ہم کو صلہ اور انعامات اور دنیاوی خطابات سے کیا غرض ہماری نیات کو علیم خدا خوب جانتا ہے کہ ہمارا کام محض اسی کے لئے اور اسی کے اثر سے ہے اس نے ہم کو تعلیم دی ہے کہ محسن کا شکر کرو۔ ہم اس شکرگزاری میں اپنے مولا کریم کی اطاعت کرتے ہیں اور اسی سے انعام کی امید رکھتے ہیں۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۴۴) انگریزی حکومت کے بارے میں آپ کے کلمات خیر کا پہلا اظہار ۱۸۸۲ء میں براہین احمدیہ حصہ سوم میں ہوا اور اسی وقت آپ نے یہ وضاحت فرما دی۔

> "اس عاجز نے جس قدر حصہ سوم کے پرچہ مشمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کی ان بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اس کا شکر ادا کرنے پر مجبور کیا ہے۔" (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ا ص ۳۱۶)

ہاں ایسے تعریفی کلمات کی تکرار کی ضرورت خود پادریوں اور مخالف علماء نے پیدا کی۔ یہ مخالف بار بار انگریز حکومت کے سامنے آپ کو پولیٹیکل سرداری کا دعویدار، گورنمنٹ کا بدخواہ، گورنمنٹ سے جنگ کرنے کے لئے مستعد، سلطنت کے لئے کوشاں اور مہدی سوڈانی سے زیادہ ضرر رساں جتاتے اور حکومت کو آپ پر نظر رکھنے کی تلقین کرتے۔ بطور نمونہ

ایک ایسی تحریر درج ہے۔ ''اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا جی نے مسلمانوں کو نصاریٰ سے سخت بدظن اور مشتعل کر رکھا ہے۔ وہ دجال سمجھتے ہیں تو نصاریٰ کو خر دجال کہتے ہیں تو ریلوے کو اب سوال یہ ہے کہ ریل کس نے جاری کر رکھی ہے جب یہ خر دجال ہے تو اس کو چلانے والے بادشاہ وقت کو ہی یہ دجال کہتے ہیں اور مسلمانوں کو اس کے خلاف سخت مشتعل کر رہے ہیں گورنمنٹ کو ایسے اشخاص کا ہر وقت خیال رکھنا چاہئے۔'' (تازیانہ عبرت از شیر اسلام مولوی کرم الدین دبیر جلد دوم صفحہ ۹ مطبوعہ مسلم پرنٹنگ پریس لاہور)

چونکہ آپ امام مہدی ہونے کے دعویدار تھے اور اس منصب کے دعویدار کے بارے میں عام خیال یہی تھا کہ وہ جنگ و جدال کرے گا اس لئے آپ کے بارے میں مخالف حکومت ہونے کا پروپیگنڈا کسی بھی نقصان کا پیش خیمہ ہو سکتا تھا۔ اس امکانی نقصان سے حفاظت کی انسانی تدبیر کے طور پر آپ نے دینی تعلیمات پر مبنی حکومت سے وفاداری کے اپنے اس مسلک کو اور تائید مزید کے طور پر اپنے خاندان کی خدمات، اپنے گزشتہ طرز عمل اور جہاد کے بارے میں دینی تعلیم کو بار بار دہرایا۔ تکرار کے اس پس منظر کی نشاندہی بھی آپ نے کئی بار فرمائی۔ جیسا کہ ایک موقع پر فرمایا: ''اب سمجھ لو کہ قوم سے بھی کوئی امید نہیں ہے۔ رہی گورنمنٹ اس کو بھی بدظن کیا جاتا ہے اور گورنمنٹ کسی حد تک معذور بھی ہے اگر خدانخواستہ وہ بدظن ہو کیونکہ عالم الغیب نہیں ہے اس لئے ہم کو اکثر مرتبہ گورنمنٹ کے حضور خاص طور پر میموریل بھیجنے پڑے اور اپنے حالات سے خود اس کو مطلع کرنا پڑا تا کہ اس کو صحیح اور سچے واقعات کا علم ہو۔'' (ملفوظات جلد اول ص ۱۳۵۔۱۳۶) حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ان تحریرات کو جو آپ کی جانب سے اپنے اوپر لگائے گئے الزام بغاوت کے رد میں ایک بیان صفائی کی حیثیت رکھتی ہیں جماعت کے مخالف اب بالکل اُلٹ الزام تراشی کے لئے استعمال کرتے ہیں اور وہ بھی اس بددیانتی سے کہ ایک مسلسل تحریر کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک خود ساختہ مفید مطلب ترتیب دینا اور قرآن حدیث کے حوالے سکھوں کے مظالم کا تناظر، مخالف علماء اور پادریوں کے خلاف واقعہ پروپیگنڈا کے ذکر کو بالکل قلم زد کر دینا یہ انداز سب سے پہلے اور سب سے زیادہ الیاس برنی صاحب نے اپنی کتاب قادیانی مذہب میں اپنایا اور بعد میں لکھی جانے والی تمام کتابوں میں بجنسہ نقل ہوا اور ہو رہا ہے۔ کسی بھی ایسی تحریر کا حقیقی منشاء اصل کتاب کا متعلقہ صفحہ پڑھتے ہی ظاہر ہو جاتا ہے اور ساری سحر کاری دھواں ہو جاتی ہے۔ **(باقی آئندہ)**

قیادت ایثار انصار اللہ پاکستان کے تحت
میڈیسن بنک کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے قیادت ایثار مجلس انصار اللہ پاکستان کے زیر اہتمام ایک میڈیسن بنک قائم کیا گیا ہے۔ جس میں گھروں میں موجود غیر مستعمل ادویات اور ڈاکٹرز سے Samples وغیرہ جمع کر کے حسب ضرورت مستحقین میں تقسیم کرنے کا انتظام ہوگا، اس بابرکت کام کا آغاز 20 رمئی سے ربوہ میں شروع ہو چکا ہے۔ جس سے حوصلہ افزا مساعی سامنے آئی ہے۔ زعامت ہائے علیاء اور شہری مجالس (خصوصاً جہاں میڈیکل کیمپ منعقد ہوتے ہیں) اس سے بہتر رنگ میں استفادہ کی سکیم بنا کر مرکز رپورٹ بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ مزید تفصیل کے لئے شعبہ ایثار سے مرکز میں رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ (قائد ایثار مجلس انصار اللہ پاکستان)

نعت

محمدؐ کی جو بھی جبیں دیکھتے ہیں — وہ چاند اور سورج نہیں دیکھتے ہیں
مدینے کی جو سر زمیں دیکھتے ہیں — اسے مثل خلد بریں دیکھتے ہیں
جو قوسین کی ہیں تجلّی کے شیدا — وہ ایمن کا جلوہ نہیں دیکھتے ہیں
مقام محمدؐ ہے سدرہ سے اونچا — مگر پھر بھی دل میں مکیں دیکھتے ہیں
جلالی ہو جلوہ کہ ہو وہ جمالی — ہر نقش ان کا حسیں دیکھتے ہیں
جو ہیں دیکھ لیتے مدینے کی گلیاں — سوئے کہکشاں وہ نہیں دیکھتے ہیں
جو ''شق القمر'' والی انگشت دیکھیں — وہ موسیٰ کی کب آستیں دیکھتے ہیں!
جو ہیں دیکھتے ان کی پُر جذب سیرت — اِدھر یا اُدھر وہ نہیں دیکھتے ہیں
جو ہیں دیکھتے نقشِ پائے محمدؐ — خدا کو بچشم یقیں دیکھتے ہیں
ہیں رہ جاتے ششدر ید بیضا والے — محمدؐ کی جب آستیں دیکھتے ہیں
مرا دل خوشی سے ہے بلیوں اچھلتا — وہ جب میرا قلبِ حزیں دیکھتے ہیں
اگر بچ گیا ہوں میں ان کی نظر میں — تو پھر کیوں مجھے نکتہ چیں دیکھتے ہیں

﴿عبدالسلام اسلام صاحب﴾

باؤنڈری کمیشن کے متعلق

اعتراضات کی اصل حقیقت

﴿مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب﴾

جب ۱۹۷۴ میں جماعت احمدیہ کے خلاف فسادات شروع کرائے گئے تو اس فتنہ کو آگ دینے کے لیے جماعت احمدیہ کے مخالفین ہر قسم جھوٹے الزامات کا پروپیگنڈا کر رہے تھے۔اور جب قومی اسمبلی میں نام نہاد کاروائی کا آغاز کیا گیا تو اس موقع پر بھی ممبران اسمبلی کو جماعت احمدیہ کے خلاف بھڑکانے کے لیے انہی جھوٹے الزامات کا سہارا لیا گیا۔اس وقت جماعت کے مخالفین نے ممبران اسمبلی کو اپنا موقف تحریری صورت میں بھجوایا۔یہ موقف بعد میں 'قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف کے نام سے شائع ہوا۔اس میں اور بہت سے لایعنی اعتراضات کے علاوہ ایک اعتراض پنجاب باؤنڈری کمیشن کے حوالے سے بھی کیا گیا تھا۔اور یہ اعتراض قومی اسمبلی کی کاروائی کے دوران دو مرتبہ دہرایا گیا۔ایک مرتبہ یحییٰ بختیار صاحب اٹارنی جنرل نے برطانیہ کے نامعلوم جریدے کے حوالہ دے کر یہ اعتراض اُٹھایا اور دوسری مرتبہ جسٹس منیر صاحب کے ایک مضمون جو کہ ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا تھا کے حوالے سے یہ سوال اُٹھایا گیا۔

یہ اعتراض درج کرنے سے پہلے ہم تقسیم ہند کے وقت پنجاب باؤنڈری کمیشن کا مختصر تعارف پیش کریں گے۔جب آل انڈیا نیشنل کانگرس کو ہندوستان کی تقسیم ناگزیر نظر آنے لگی تو ۸ مارچ ۱۹۴۷ کو ان کی طرف سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ آزادی کے وقت بنگال اور پنجاب کے صوبوں کو بھی تقسیم کیا جائے۔ان صوبوں کے جو اضلاع پاکستان کا حصہ بننا چاہیں وہ پاکستان میں شامل ہوں اور جو بھارت کا حصہ بننا چاہیں وہ بھارت میں شامل ہوں۔اور وائسرائے نے قائد اعظم سے ملاقات میں اس بات کا عندیہ بھی دے دیا کہ تقسیم کی صورت میں بنگال اور پنجاب کے صوبوں کو بھی تقسیم کیا جائے گا۔جب آزادی کا وقت آیا تو بنگال اور پنجاب کے صوبوں کو تقسیم کرنے کے لیے علیحدہ باؤنڈری کمیشن تشکیل دے دیے گئے۔دونوں صوبوں میں بہت سے اضلاع ایسے تھے جن کے بارے میں مسلم لیگ کا دعویٰ تھا کہ انہیں پاکستان میں شامل ہونا چاہئے اور کانگرس کا دعویٰ تھا کہ ان کو بھارت کا حصہ بننا چاہئے۔قائد اعظم کے ارشاد کے تحت پنجاب کے باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کے کیس کی پیروی حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے کی۔قادیان ضلع گورداسپور میں شامل ہے۔اور اس ضلع پر بھی دونوں فریق دعویٰ کر رہے تھے۔اس ضلع میں مسلمانوں کی معمولی اکثریت تھی اور یہ اکثریت اس صورت میں ممکن تھی کہ احمدیوں کے ووٹ پاکستان کی تائید میں شامل کیے جائیں۔اس پس منظر میں مسلم لیگ کے کیس کو مضبوط کرنے کے لیے،خود مسلم لیگ کے کہنے پر جماعت احمدیہ نے اس کمیشن کے روبرو اپنا میمورنڈم پیش کیا جو کہ اس موقف پر مشتمل تھا کہ ہم پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں اور اس طرح اس ضلع میں ان لوگوں کی اکثریت ہے جو کہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں چنانچہ ضلع گورداسپور کو پاکستان میں شامل کیا جائے۔اور باؤنڈری کمیشن کے روبرو جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ موقف مکرم ومحترم شیخ بشیر احمد صاحب

ایڈووکیٹ نے پیش کیا تھا۔

اس پس منظر کو بیان کرنے کے بعد ہم اس تحریری موقف کی طرف آتے ہیں جو کہ جماعتِ احمدیہ کے مخالف ممبران اسمبلی اور مولوی صاحبان نے ۱۹۷۴ء میں اس موضوع پر قومی اسمبلی کی کاروائی شروع ہونے سے قبل ممبران اسمبلی کو بھجوایا تھا۔ اس میں مذکورہ میمورنڈم کے بارے میں لکھا ہے۔ ”جماعتِ احمدیہ تقسیم کی مخالف تھی لیکن جب مخالفت کے باوجود تقسیم کا اعلان ہو گیا تو احمدیوں نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی ایک اور زبردست کوشش کی جس کی وجہ سے گورداسپور کا ضلع جس میں قادیان کا قصبہ واقع تھا پاکستان سے کاٹ کر بھارت میں شامل کر دیا گیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حد بندی کمیشن جن دنوں بھارت اور پاکستان کی حد بندی کی تفصیلات طے کر رہا تھا کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے دونوں اپنے اپنے دعاوی اور دلائل پیش کر رہے تھے۔ اس موقع پر جماعتِ احمدیہ نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا الگ ایک محضرنامہ پیش کیا اور اپنے لئے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں سے الگ موقف اختیار کرتے ہوئے قادیان کو ویٹیکین سٹی قرار دینے کا مطالبہ کیا اس محضرنامہ میں انہوں نے اپنی تعداد اپنے علیحدہ مذہب، اپنے فوجی اور سول ملازمین کی کیفیت اور دوسری تفصیلات درج کیں۔ نتیجہ یہ ہوا، احمدیوں کا ویٹیکن سٹیٹ کا مطالبہ تو تسلیم نہ کیا گیا البتہ باؤنڈری کمیشن نے احمدیوں کے میمورنڈیم سے یہ فائدہ حاصل کر لیا کہ احمدیوں کو مسلمانوں سے خارج کر کے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم ترین علاقے بھارت کے حوالے کر دیئے اور اس طرح نہ صرف گورداسپور کا ضلع پاکستان سے گیا بلکہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی راہ مل گئی اور کشمیر پاکستان سے کٹ گیا۔“

(قادیانی فتنہ اور ملتِ اسلامیہ کا موقف، مرتبہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب و سمیع الحق صاحب، ناشر ادارۃ المعارف کراچی، فروری ۲۰۰۵ صفحہ ۲۰)

مندرجہ بالا حوالہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ تقسیم ہند کے نازک موڑ پر احمدیوں نے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ قادیان کو Vatican کی طرح علیحدہ سٹیٹ قرار دیا جائے اور چونکہ اگر احمدیوں کو شامل نہ کیا جاتا تو گورداسپور کے ضلع میں مسلمانوں کی اکثریت نہ ہوتی، اس لئے احمدیوں کی اس حرکت کی وجہ سے نہ صرف گورداسپور کے ضلع کا بیشتر علاقہ پاکستان میں شامل نہیں کیا گیا بلکہ گورداسپور کے یہ علاقے بھارت میں شامل ہونے کی وجہ سے، بھارت کو کشمیر تک کا راستہ مل گیا اور کشمیر بھی پاکستان میں شامل نہ ہو سکا۔ شاید مولوی حضرات کو اپنا یہ محضرنامہ تیار کرتے ہوئے یہ اندازہ نہیں تھا کہ ایک روز باؤنڈری کمیشن کی تمام کاروائی شائع ہو جائے گی اور ان کے بنائے ہوئے جھوٹ کی قلعی بھی کھل جائے گی۔ باؤنڈری کمیشن کی تمام روئیداد اور اس کے کاغذات ۱۹۸۳ء میں National Documentation Centre کی طرف سے شائع کیے

”اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنے چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں“۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۹)

گئے۔اس وقت پاکستان میں جنرل ضیاءالحق صاحب کا مارشل لاء لگا ہوا تھا۔ یہ مواد چار جلدوں میں The Partition of the Punjab 1947 A Compilation of Official Documents کے نام سے شائع کیا گیا۔میمورنڈم اس کی پہلی جلد میں صفحہ ۴۲۸ سے ۴۷۰ پر شائع کیا گیا ہے اور اس میمورنڈم کے مطالعہ سے یہ حقیقت بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ اس میں قادیان کے Vatican کی طرز پر علیحدہ ریاست بنانے کا کوئی مطالبہ نہ صرف درج نہیں ہے بلکہ اس قسم کا کوئی اشارہ تک نہیں پایا جاتا۔جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اس وقت پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جارہا تھا۔مغربی پنجاب نے پاکستان کا حصہ بننا تھا اور مشرقی پنجاب نے بھارت میں شامل ہونا تھا۔جماعتِ احمدیہ کے میمورنڈم کا پہلا جملہ ہی یہ تھا۔

Being the headquarters of the Ahmadiyya Community, Qadian should be placed in the Western Punjab because...

The partition of The Punjab 1947 A Compilation Of Official Documents)

(Vol 1, Published by National Documentation Centre Lahore,1983, P428

اس میمورنڈم کا پہلا جملہ ہی واضح کر دیتا ہے مولویوں کے محضرنامہ میں جو الزامات لگائے گئے تھے وہ جھوٹے اور خود ساختہ تھے۔ایک صورت تو یہ ہے کہ انہوں نے محضرنامہ لکھنے سے قبل اس میمورنڈم کی شکل تک نہیں دیکھی تھی۔ورنہ اگر وہ اس میمورنڈم کا پہلا ہی جملہ دیکھ لیتے یا کسی سے اس کا ترجمہ کروا کر پڑھ لیتے تو بھی وہ یہ غلطی نہیں کر سکتے تھے۔اور دوسری صورت یہ بنتی ہے کہ ان لوگوں نے حسبِ سابق محض جھوٹ بول کر اپنا کام نکلوانا چاہا ہے۔

یہ تمام میمورنڈم ان دلائل سے بھرا ہوا ہے کہ ضلع گورداسپور کو پاکستان کا حصہ ہونا چاہئے اور قادیان کو پاکستان میں شامل ہونا چاہیے اور اس بات کے تاریخی دلائل دیے گئے ہیں کہ ماضی میں مسلمانوں کے ساتھ کافی زیادتیاں کی گئی ہیں۔اب ان زیادتیوں کا اعادہ کرنا سنگین غلطی ہوگی اور جب اس کمیشن کی کاروائی کے دوران جسٹس تیجا سنگھ(جن کو اس کمیشن میں جج بننے کے لیے کانگرس نے نامزد کیا تھا) نے جماعتِ احمدیہ کے وکیل مکرم ومحترم شیخ بشیر احمد صاحب سے سوال کیا کہ جماعتِ احمدیہ کا (دینِ حق) سے کیا تعلق ہے تو اس کے جواب میں مکرم محترم شیخ بشیر احمد صاحب نے جواب دیا

They claim to be (-) first and (-) last. Thay are part of (-)

(The partition of The Punjab 1947 A compilation of Official Record Vol2, p250)

یعنی احمدی اول و آخر (اہل دین) ہیں وہ (دین) کا حصہ ہیں۔پھر جب جماعتِ احمدیہ کے میمورنڈم پر سوالات شروع ہوئے تو جماعتِ احمدیہ کے نمائندے مکرم شیخ بشیر احمد صاحب نے اس کمیشن کے روبرو یہ اعداد وشمار پیش کئے کہ ہندوستان میں احمدیوں کی ۷۴۵ جماعتیں ہیں اور ان میں سے ۵۴۷ پاکستان کے حصہ میں آرہی ہیں۔اس بناء پر بھی ہماری استدعا ہے کہ جماعت کے مرکز قادیان کو پاکستان میں شامل کیا جائے۔

(The partition of The Punjab 1947 A compilation of Official Record Vol2, p250)

جیسا کہ ہم پہلے حوالہ درج کر چکے ہیں مولویوں نے ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے ممبران کو اپنا محضرنامہ بھجوایا تو اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ اس میمورنڈم میں جماعتِ احمدیہ نے اپنے علیحدہ مذہب کی کیفیت پیش کی تھی۔اور اس طرح گورداسپور

میں مسلمانوں کی تعداد کم ہوگئی تھی اور یہ ضلع بھارت کو دے دیا گیا تھا۔لیکن مندرجہ بالا حوالوں سے یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے پیش کئے جانے والے میمورنڈم میں یہ استدعا کی گئی تھی کہ قادیان کو پاکستان میں شامل کیا جائے۔ اور جماعت کے نمائندے نے واشگاف الفاظ میں یہ کہا تھا کہ احمدی اول و آخر (اہل دین) ہیں۔

یہ سوال ضرور اُٹھنا چاہئے کہ آخر جسٹس تیجا سنگھ نے یہ سوال کیوں کیا تھا کہ احمدیوں کا (دین) سے کیا تعلق ہے۔دو مسلمان ججوں نے یہ سوال نہیں اُٹھایا تھا۔اس سوال کا مقصد تو ظاہر ہے یہ تھا کہ اگر احمدیوں کی تعداد کو مسلمانوں کی تعداد سے نکال دیا جائے تو ضلع گورداسپور میں مسلمان اکثریت میں نہیں رہتے۔کانگرس کے ہمدردوں کو یہ موقع بھی ان مولویوں نے مہیا کیا تھا جو ہر وقت کفر کے فتووں کی دوکان سجا کر بیٹھے رہتے ہیں۔اور یہ مولوی ایک طویل عرصہ سے احمدیوں کے خلاف کفر کے فتوے لگا رہے تھے۔اور انہوں نے مدمقابل فریق کو یہ موقع مہیا کیا تھا کہ وہ اس طرح پاکستان کو نقصان پہنچائیں۔انہوں نے تو ایک طویل عرصہ یہ کوشش کی تھی کہ احمدی مسلم لیگ میں شامل نہ ہوسکیں۔یہ بات واضح ہے کہ مسلم لیگ کے کیس کو نقصان احمدیوں نے نہیں پہنچایا تھا بلکہ ان مولویوں نے پہنچایا تھا۔چنانچہ سول اینڈ ملٹری گزٹ کی ۱۱؍جولائی ۱۹۵۲ء کی اشاعت کے اڈیٹوریل میں یہ انکشاف کیا گیا تھا کہ کانگرس کا دعویٰ یہ تھا کہ گورداسپور گو کہ مسلم اکثریت ضلع ہے لیکن اسے دیگر عوامل کی بنیاد پر بھارت کا حصہ بنانا چاہئے۔اور اس غرض کے لئے انہیں مجلس احرار کو مولویوں نے یہ مصالحہ بہم پہنچایا تھا کہ ان کے نزدیک احمدی مسلمان نہیں ہیں اس طرح اس ضلع میں اگر احمدیوں کو مسلمانوں کی تعداد میں شامل نہ کیا جائے تو اس ضلع میں مسلمان اکثریت میں نہیں رہتے۔جسٹس تیجا سنگھ کا یہ سوال اسی فتنہ کا شاخسانہ معلوم ہوتا ہے ورنہ ایک سکھ کو مسئلہ ختم نبوت سے کیا دلچسپی ہوسکتی تھی۔لیکن جھوٹ بولنے والے کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔اس محضرنامہ میں بھی مولویوں نے اگلے صفحہ پر ہی خود اپنے لگائے ہوئے الزام کی تردید کر دی ہے۔جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اس ڈرامائی باب کے شروع میں مولویوں نے یہ الزام لگایا تھا کہ اس کمیشن کے روبرو احمدیوں نے یہ مطالبہ پیش کیا تھا کہ قادیان کو Vatican کی طرح ایک علیحدہ ریاست بنایا جائے۔اور اس کے بعد وہ سید نور احمد صاحب کی ایک تحریر درج کرتے ہیں جو کہ روزنامہ مشرق ۳؍فروری ۱۹۶۴ء میں شائع ہوئی تھی۔اس میں نور احمد صاحب لکھتے ہیں۔

''.....ضلع گورداسپور کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے اس کے متعلق چوہدری ظفر اللہ خان جو مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے خود بھی ایک افسوسناک حرکت کر چکے ہیں۔انہوں نے جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ عام مسلمانوں سے (جن کی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی) جداگانہ حیثیت میں پیش کیا۔جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ بے شک یہی تھا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا پسند کرے گی۔لیکن جب سوال یہ تھا کہ مسلمان ایک طرف اور باقی سب دوسری طرف تو کسی جماعت کا اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کرنا مسلمانوں کی عددی قوت کو کم ثابت کرنے کے مترادف تھا اگر جماعت احمدیہ یہ حرکت نہ کرتی تب بھی ضلع گورداسپور کے متعلق شاید فیصلہ وہی ہوتا جو ہوا۔لیکن یہ حرکت اپنی جگہ بہت عجیب تھی۔''

(قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف، مرتبہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب و سمیع الحق صاحب، ناشر ادارۃ المعارف کراچی، فروری ۲۰۰۵ء صفحہ ۲۰۲)

اب قارئین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ مولویوں کے محضرنامہ کے صفحہ ۲۰۱ پر یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ احمدیوں نے قادیان کو پاکستان سے علیحدہ کر کے Vatican کی طرح ایک علیحدہ ریاست بنانے کی کوشش کی تھی اور اسی محضرنامہ کے صفحہ

۲۰۳ پر یہ واویلا کیا جا رہا ہے کہ گو احمدی پاکستان میں شامل ہونا چاہتے تھے لیکن پھر بھی انہوں نے اپنا علیحدہ محضر نامہ کیوں پیش کیا۔اس اشاعت کے پیش لفظ میں لکھا ہوا ہے کہ گو اس محضر نامہ کو تقی عثمانی صاحب نے اور سمیع الحق صاحب نے تحریر کیا تھا لیکن روزانہ شاہ احمد نورانی صاحب، مفتی محمود صاحب، پروفیسر غفور صاحب ظفر انصاری صاحب آ کر لکھے ہوئے حصہ کو سنتے اورتحریر میں ہر طرح ان کی آراء بھی شامل تھیں۔لیکن یہ بات ہمیں بہت تعجب میں ڈالتی ہے کہ یہ سب احباب مل کر اتنی سی بات بھی محسوس نہیں کر سکے کہ دو صفحات کے اندر انہوں اپنی ہی لکھی ہوئی بات کی تردید کر دی ہے۔اور جب ہم نور احمد صاحب کے بیان کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ سید نور احمد صاحب جن تاریخی واقعات کے بارے میں اپنی رائے لکھنے کی تکلیف فرما رہے تھے وہ ان تاریخی واقعات کے بارے بنیادی باتوں کا علم بھی نہیں رکھتے تھے۔

سید نور احمد صاحب نے لکھا ہے کہ باؤنڈری کمیشن کے روبرو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے جماعتِ احمدیہ کا نقطہ نگاہ عام مسلمانوں سے (جن کی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی) جداگانہ حیثیت میں پیش کیا۔حقیقت یہ ہے کہ باؤنڈری کمیشن کے روبرو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے جماعتِ احمدیہ کا نقطہ نگاہ پیش ہی نہیں کیا تھا۔اس کمیشن کے سامنے جماعتِ احمدیہ کا نقطہ نگاہ مکرم شیخ بشیر احمد صاحب نے پیش کیا تھا اور باؤنڈری کمیشن کی شائع کردہ جس روئیداد کا حوالہ ہم دے چکے ہیں اس کی جلد ۲ کو دیکھنے سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔اس جلد کے صفحہ ۲۴۰ تا ۲۵۲ پر ایک نظر ڈالنے سے ہی یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔سید نور احمد صاحب نے غلط حقائق پیش کئے ہیں۔اس کمیشن کے سامنے قائداعظم محمد علی جناح کے ارشاد پر حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب مسلم لیگ کا کیس پیش کیا تھا۔

> **وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔**
>
> ﴿ملفوظات جلد 4 صفحہ 61﴾

ایک اور اہم بات جو قابل توجہ یہ ہے کہ سید نور احمد صاحب جن کا حوالہ مولویوں نے اپنے میمورنڈم میں بہت طمطراق سے پیش کیا ہے لکھتے ہیں کہ 'سوال یہ تھا کہ مسلمان ایک طرف اور باقی دوسری طرف'۔یہی جملہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یا تو وہ پوری طرح حقائق سے باخبر نہیں یا پھر عمداً حقائق کو چھپا رہے ہیں۔کیونکہ مسلم لیگ نے پنجاب باؤنڈری کمیشن کے روبرو یہ موقف پیش ہی نہیں کیا تھا کہ مسلمان ایک طرف اور باقی مذاہب کے لوگ دوسری طرف۔جہاں تک پنجاب کی تقسیم کا تعلق ہے تو اس میں مسلم لیگ کی طرف سے یہ موقف پیش کیا تھا کہ پنجاب کی عیسائی تنظیموں کی طرف سے یہ موقف پیش کیا جا رہا ہے کہ وہ مغربی پنجاب میں (جس نے پاکستان میں شامل ہونا تھا) شامل ہونا پسند کریں گے اور عیسائی بھی مسلمانوں کے دعوے کی تائید کر رہے ہیں۔

(*The partition of The Punjab 1947 A compilation of Official Record Vol1, p295*)

یہ موقف تو کانگریس کی طرف سے پیش کیا جا رہا تھا کہ تمام غیر مسلموں کی رائے کانگریس کے دعوے کے حق میں شمار

ہونی چاہیے۔اس طرح سید نور احمد صاحب اور ان کا حوالہ دینے والے مولوی حضرات خود مسلم لیگ کے پیش کردہ موقف کی مخالفت اور کانگریس کے پیش کردہ موقف کی تائید کر رہے ہیں۔۱۹۵۳ء میں جب پنجاب میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف فسادات برپا کیے گئے تو ان فسادات پر ایک تحقیقاتی عدالت قائم کی گئی۔اس کے صدر بھی جسٹس محمد منیر صاحب تھے۔ان فسادات کے دوران اور اس تحقیقاتی عدالت کے روبرو بھی باؤنڈری کمیشن میں پیش کیے جانے والے جماعتِ احمدیہ کے میمورنڈم کے حوالے سے جماعتِ احمدیہ پر بے بنیاد الزامات لگائے گئے تھے۔اس تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں جسٹس محمد منیر صاحب اس موضوع کے بارے میں تحریر کیا:۔

''.....لہذا قادیان کی آخری شمول کے متعلق اندیشے محسوس کئے جانے لگے۔اور چونکہ احمدی اس کو ہندوستان میں شامل کرنے کا مطالبہ نہ کر سکتے تھے۔لہذا ان کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ باقی نہ رہا تھا کہ اس کو پاکستان میں شامل کرانے کے لئے جد وجہد کریں۔احمدیوں کے خلاف معاندانہ اور بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں کہ باؤنڈری کمیشن کے فیصلے میں ضلع گورداسپور اس لئے ہندوستان میں شامل کر دیا گیا کہ احمدیوں نے ایک خاص رویہ اختیار کیا۔اور چوہدری ظفر اللہ خان نے جنھیں قائدِ اعظم نے اس کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے پر مامور کیا تھا خاص قسم کے دلائل پیش کئے۔لیکن عدالتِ ہذا کا صدر جو اس کمیشن کا ممبر تھا۔اس بہادرانہ جد وجہد پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفر اللہ خان نے گورداسپور کے معاملے میں کی تھی۔یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن کے کاغذات میں ظاہر و باہر ہے اور جس شخص کو اس مسئلے سے دلچسپی ہو۔وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے۔چوہدری ظفر اللہ خان نے مسلمانوں کی نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں۔ان کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالتِ تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ شرمناک ناشکرے پن کا ثبوت ہے۔'' (رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳ صفحہ ۳۰۵، نیاز مانہ پبلیکیشنز لاہور ۲۰۱۰ء)

مولوی حضرات کی طرف سے جو محضر نامہ اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا اس میں جسٹس منیر صاحب کے ایک مضمون کا حوالہ بھی پیش کیا گیا تھا۔جسٹس منیر صاحب پاکستان کے چیف جسٹس بھی رہے اور اس باؤنڈری کمیشن میں دو جج مسلم لیگ کی طرف سے نامزد ہوئے تھے۔ان میں سے ایک جسٹس منیر صاحب تھے اور دوسرے جسٹس دین محمد صاحب تھے۔

جسٹس منیر صاحب نے ۱۹۶۴ میں پاکستان ٹائمز میں ایک مضمون لکھا جس کا ایک پیراگراف جماعتِ احمدیہ کے میمورنڈم کے بارے میں تھا۔اس مضمون کا حوالہ مولویوں کے محضر نامہ میں دیا گیا تھا۔اس حوالے کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ جب ۱۹۷۴ کی قومی اسمبلی کی کاروائی میں جماعت کے وفد پر سوالات ہو رہے تھے تو اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار صاحب نے یہ حوالہ پڑھ کر سنایا تھا۔اور پہلے یہ کہا تھا کہ ہم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی خدمات کا تو اعتراف کرتے ہیں لیکن جسٹس منیر کے اس مضمون سے جماعتِ احمدیہ کے میمورنڈم کے بارے میں منفی تاثر اُبھرتا ہے۔ہم جسٹس محمد منیر صاحب کے اس مضمون کا متعلقہ حصہ من وعن درج کر کے ان میں تحریر کئے گئے حقائق کا تجزیہ پیش کریں گے۔جسٹس منیر صاحب لکھتے ہیں۔

"In connection with this part of the case I cannot refrain from mentioning an extremely unfortunate circumstance. I have never understood why the Ahmadis submitted a seperate representation. The need for such a representation could

arise only is the Ahmadis did not agree with the Muslim league case-itself a regrettable possibility. Perhaps they intended to reinforce the Muslim League's case but in doing so they gave the facts and figures for different parts of Garh Shankar, thus giving prominence to the fact that in the area between River Bein and River Basanter the non- Muslims constituted a majority and providing arguement for the contention that if the area between rivers Ujh and Bein went to India, the area between the Bein River and the Basanter river would automatically go to India. As it is this area has remained with us but the stand taken by the Ahmadi's did create considerable embarrassment for us in the case of Gurdaspur,, (Pakistan Times,June 24, 1964, article ' Days to Remeber by By M. Munir

اب ہم مندرجہ بالا حوالے کے مختلف مندرجات کا جائزہ لیتے ہیں۔اس کے پہلے حصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسٹس محمد منیر صاحب یہ تحریر فرما رہے ہیں کہ انہیں پورے وثوق سے اس بات کا علم نہیں کہ احمدیوں کے میمورنڈم کا مقصد کیا تھا؟ کیا وہ مسلم لیگ کے کیس کی تائید کر رہے تھے یا معاملہ اس کے برعکس تھا۔ایک پہلو تو ہم وضاحت سے بیان کر چکے ہیں کہ اس میمورنڈم کی پہلی سطر سے ہی یہ بات واضح ہو جاتی تھی کہ جماعتِ احمدیہ کے اس میمورنڈم کا مقصد کیا تھا۔اور بعد کے مندرجات جو کہ اب شائع ہو چکے ہیں اور ہر کوئی ان کا مطالعہ کر سکتا ہے، اس بات کو بالکل واضح کر دیتے ہیں کہ یہ سارا میمورنڈم مسلم لیگ کے کیس کی تائید کے لئے پیش کیا گیا تھا۔اگر حقیقت میں جسٹس محمد منیر صاحب کو اس معاملہ میں ابہام رہ گیا تھا تو اس سے صرف ایک ہی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ انہوں بحیثیت جج تمام متعلقہ کاغذات کا مطالعہ نہیں کیا تھا۔لیکن ایسا بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ جیسا کہ ہم حوالہ درج کر چکے ہیں کہ انہوں خود ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں یہ تحریر فرمایا تھا کہ وہ اس وقت احمدیوں کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ قادیان کو پاکستان میں شامل کرانے کے لئے کوشش کریں۔ان کی پہلی تحریر دوسری تحریر کی تردید کر رہی ہے۔دوسرے یہ مضمون تین اقساط میں شائع ہوا تھا۔جو حوالہ ہم نے پیش کیا ہے وہ تیسری قسط کا ہے اور اس کی پہلی قسط میں جسٹس منیر صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے مسلم لیگ اور جماعتِ احمدیہ کا کیس پیش کیا تھا۔جیسا کہ ہم پہلے ہی ثبوت پیش کر چکے ہیں کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے مسلم لیگ کا کیس پیش کیا تھا اور مکرم شیخ بشیر احمد صاحب نے جماعتِ احمدیہ کا کیس پیش کیا تھا۔اس بنیادی غلطی سے ہی یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ یا تو جس وقت یہ مضمون لکھا گیا اس وقت لکھنے والی کی یادداشت اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی یا پھر وہ عمداً حقائق کو مسخ کر کے پیش کر رہے تھے۔

یہ سوال ضرور اہم ہے کہ آخر جماعتِ احمدیہ نے میمورنڈم کیوں پیش کیا؟ تو یہ میمورنڈم بھی مسلم لیگ کے کہنے پر اس کے کیس کو مضبوط کرنے کے لئے پیش کیا گیا تھا۔اور جو بھی اس کی شائع شدہ کاروائی کو پڑھے گا اس پر یہ حقیقت کھل جائے

گی۔کانگرس کے کیس کو مضبوط کرنے کے لئے سکھوں کی طرف سے یہ موقف پیش کیا گیا تھا کہ لاہور اور مغربی پنجاب میں ان کے بہت سے مقدس مقامات موجود ہیں اور چونکہ زیادہ تر سکھ مشرقی پنجاب میں آباد ہیں اور ہندوستان میں شامل ہو رہے ہیں۔اس لئے یہ ضروری ہے کہ جن اضلاع میں سکھوں کے مقدس مقامات ہیں وہ پاکستان کا نہیں بلکہ ہندوستان کا حصہ بنایا جائیں۔اور اس کے مقابل پر مسلم لیگ کی طرف سے یہ موقف پیش کیا گیا تھا کہ اس کلیہ کے تحت تو جن اضلاع میں مسلمانوں کے مقدس مقامات ہیں خاص طور پر جو اضلاع متنازع ہیں،انہیں لازمی پاکستان میں شامل کرنا چاہئے۔خاص طور پر جبکہ ان کی اکثریت بھی مسلمان ہے۔اور جماعت احمدیہ کے میمورنڈم میں ایک یہ اہم پہلو بھی اجاگر کیا گیا تھا۔اور اس قسم کا میمورنڈم مسلم لیگ نے صرف جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش نہیں کرایا گیا تھا بلکہ اس قسم کا میمورنڈم مسلمانان بٹالہ نے صدر مسلم لیگ بٹالہ کی وساطت سے پیش کیا گیا تھا جس میں دیگر دلائل کے علاوہ یہ دلیل بھی پیش کی گئی تھی کہ تحصیل بٹالہ میں مسلمانوں کے بہت سے مزارات اور مقدس مقامات ہیں۔اور اس میمورنڈم میں ایک حصہ یہ بھی تھا اگر مذہبی مقدس مقامات اور مزارات کو فیصلہ میں مدِنظر رکھا جا رہا ہے تو پھر (۔) میں ایک فرقہ قادیانی بھی ہیں جن کے بانی کا قصبہ قادیان ہے اور اس کے ایک ایک ذرہ سے ان کی تاریخ وابستہ ہے اور قادیانی بڑے واضح الفاظ میں پاکستان کے حق میں رائے دے چکے ہیں۔

(The Partition of Punjab A Compilation of Official Documents Vol.1 p470-473)

اس حوالے سے یہ حقیقت صاف نظر آجاتی ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے میمورنڈم میں شامل موقف وہی تھا جو کہ مسلم لیگ کی طرف سے پیش کیا جا رہا تھا۔اور مسلم لیگ نے کمیشن کے روبرو یہی موقف پیش کیا تھا کہ احمدی (اہل دین حق) کا حصہ ہیں اور وہ بڑے واضح طور پر پاکستان میں شامل ہونے کی حمایت کر چکے ہیں۔اور اس میمورنڈم میں لفظ قادیانی کا استعمال ہی اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ اس کی تیاری میں کسی احمدی کا ہاتھ نہیں تھا۔

یہ نقطہ جسٹس منیر صاحب کے مضمون میں بھی اُٹھایا گیا تھا اور اس کے علاوہ بھی جماعت مخالف لٹریچر میں بار بار اُٹھایا جاتا ہے کہ جب تمام مسلمانوں کی طرف سے مسلم لیگ نے میمورنڈم اور موقف پیش کیا جا چکا تھا تو پھر احمدیوں کی طرف سے علیحدہ میمورنڈم پیش کرنا کیا معنی رکھتا تھا۔اور پھر بہت سے جھٹ یہ مطلب نکال لیتے ہیں کہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ احمدی اپنے آپ کو مسلمانوں کا حصہ نہیں سمجھتے اور اس میمورنڈم کا یہ مقصد تھا کہ مسلم لیگ کے موقف کو نقصان پہنچایا جائے۔معلوم ہوتا ہے کہ اعتراض اُٹھانے والے اس تاریخی واقعہ کے بنیادی حقائق کی یا تو خبر نہیں رکھتے یا پھر عمداً غلط حقائق پیش رکھ رہے ہیں۔کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے مسلم لیگ کے علاوہ اور کئی مسلمان گروہوں سے مسلم لیگ کے کیس کو مضبوط بنانے کے لئے میمورنڈم پیش کرائے گئے تھے۔مثلاً پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے اپنا علیحدہ میمورنڈم پیش کیا تھا مسلمانان بٹالہ نے مسلم لیگ تحصیل بٹالہ کے صدر کی وساطت سے علیحدہ میمورنڈم پیش کیا تھا،لدھیانہ کی مسلم لیگ لدھیانہ اپنا علیحدہ میمورنڈم پیش کیا تھا،جالندھر کی مسلم لیگ نے اپنا علیحدہ میمورنڈم پیش کیا تھا انجمن مغلیہ نے اپنا علیحدہ میمورنڈم پیش کیا تھا،ینگ من مسلم ایسوسی ایشن نے اپنا علیحدہ میمورنڈم پیش کیا تھا،تحصیل جالندھر کی مسلم راجپوت ایسوسی ایشن

نے علیحدہ اور مسلم راجپوت کمیٹی گڑھ شنکر اور نواں شہر نے علیحدہ میمورنڈم پیش کیا، انجمن مدرسۃ البنات جالندھر نے علیحدہ میمورنڈم پیش کیا۔(The Partition of Punjab A Compilation of Official Documents Vol.1 p474-477)

اور یہ میمورنڈم مسلم لیگ کے کیس مضبوط کرنے کے لئے اور ان کی حمایت کے لئے پیش کئے گئے تھے۔اس پس منظر میں یہ دعویٰ ایک مضحکہ خیز دعویٰ ہے کہ احمدیوں کے میمورنڈم پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ سمجھتے تھے اور مسلم لیگ کے کیس کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔اسی طرح سکھوں کی طرف سے ایک مجموعی میمورنڈم پیش کیا گیا تھا اور اس کی تائید میں سکھوں کے بعض گروہوں نے اپنے علیحدہ میمورنڈم پیش کئے تھے۔اور اگرچہ کانگریس نے اپنا میمورنڈم پیش کیا تھا مگر کئی ہندو تنظیموں نے اپنے علیحدہ میمورنڈم اس کی تائید میں پیش کئے تھے۔

پھر جسٹس منیر صاحب نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ احمدیوں نے گڑھ شنکر کے مختلف علاقوں کے مختلف اعداد وشمار پیش کئے تھے جس کی وجہ سے مسلم لیگ کا کیس کمزور ہوا تھا۔اب تو جماعت احمدیہ کے میمورنڈم شائع ہو چکا ہے اور ہر کوئی اس حقیقت کا جائزہ لے سکتا ہے جماعتِ احمدیہ کے میمورنڈم میں گڑھ شنکر کے اعداد وشمار شامل ہی نہیں تھے۔البتہ مسلم لیگ کی طرف سے گڑھ شنکر کی مذہب وار آبادی کے اعداد وشمار پیش کئے گئے تھے۔اور وہ اس شائع شدہ کاروائی کی دوسری جلد کے صفحہ ۵۵۶ پر موجود ہیں۔جہاں تک اس دعویٰ کا تعلق ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے میمورنڈم سے کانگریس کو علم ہوا تھا کہ بین اور بسنتر نالہ کے درمیان غیر مسلموں کی اکثریت ہے تو یہ دعویٰ ہی مضحکہ خیز ہے کیونکہ اس کاروائی کا سرسری مطالعہ ہی بتا دیتا ہے کہ کانگریس کو بخوبی علم تھا کہ کہاں کہاں کون سا گروہ اکثریت میں ہے۔البتہ اس کاروائی کی تیسری جلد کے صفحہ ۲۰۱ پر جسٹس مہر چند کے فیصلے میں اس علاقے کے حوالے سے جماعتِ احمدیہ کے جمع کرائے گئے نقشہ کا حوالہ ہے اور جماعتِ احمدیہ نے یہ نقشہ اس لئے پیش کیا تھا کیونکہ جسٹس دین محمد صاحب نے جو کہ مسلم لیگ کے نامزد کردہ جج تھے انہوں نے جماعتِ احمدیہ کے وکیل مکرم شیخ بشیر صاحب سے کہا تھا کہ وہ یہ نقشہ کمیشن میں جمع کرائیں جس میں مختلف مذاہب کی اکثریت والے متصل علاقے دکھائے گئے ہوں (صفحہ:۲۴۲)۔اب کسی طرح بھی اس پر جماعتِ احمدیہ کو متہم کرنا ایک خلافِ عقل بات ہے۔

ورنہ جماعتِ احمدیہ کے میمورنڈم میں تو صرف یہ نقطہ اُٹھایا گیا تھا کہ ضلع، تحصیل یا اس سے کوئی بھی چھوٹا یونٹ لے لیں قادیان پاکستان کے مسلم اکثریت علاقہ سے متصل ہے اور اسے پاکستان میں شامل ہونا چاہئے۔یہ نقشہ تو جسٹس دین محمد صاحب کے کہنے پر جمع کروایا گیا تھا۔اور یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ جیسا کہ جسٹس منیر صاحب نے لکھا ہے کہ ان دو نالوں کے درمیان کا حصہ پاکستان میں ہی شامل کیا گیا تھا۔

اس میمورنڈم کے حوالے سے اسمبلی میں جو اعتراضات پیش کئے گئے یا مختلف اوقات میں جو مخالفین کی طرف سے اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ خلافِ واقعہ بھی ہیں اور خلافِ عقل بھی۔اور مندرجہ بالا حقائق اس بات کو واضح کر دیتے ہیں کہ ان اعتراضات کو کرتے ہوئے عمداً جھوٹ سے کام لیا جاتا ہے۔

اے شہیدانِ وفا

(مکرم منور احمد باجوہ صاحب کوبلنز جرمنی)

راہ حق کے اے شہیدو! اے شہیدان وفا
تم غلامان مسیح تم عاشقان مصطفیٰ
ہو گئے تم احمدیت اور خلافت پہ نثار
پیکر صبر و رضا تم ہو گئے حق پہ فدا
ذکر مولیٰ کرتے جب وقت شہادت آ گیا
اور خاموشی سے تم پڑھتے رہے صلی علیٰ
ظلم کی تھی انتہا اور صبر کی بھی انتہا
دیکھا ہے اہل جفا نے بھی ہمارا حوصلہ
ان ستاروں سے بنی تھی ایک ایسی کہکشاں
خوبیوں میں سب سوا تھے یہ زمانہ کہہ اٹھا
اے کہ سالار نظام نو ، علمداران حق
ہے الگ طرز فدا اور رنگ ہر اک کا جدا
جس طرح تم کر گئے ہو اپنا اپنا حق ادا
مرحبا صد مرحبا ہر سمت سے آئی صدا
اے ہمارے رہنما تیرا بتایا راستہ
ہم سبھی اس پر چلیں گے ہوں گے نہ اس سے جدا
کیسے تھے سب باصفا، دل سے نکلتی ہے صدا
نقش پا پیش نظر ہوں کیجئے گا یہ دعا

انعامی وظیفہ اطفال

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے بطور نائب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ اطفال میں دینی معلومات کا ذوق پیدا کرنے کے لئے ایک انعامی وظیفہ کا اجراء فرمایا تھا جو سالانہ اجتماع اطفال پر منعقد ہوتا تھا۔ یہ مقابلے ۱۹۸۳ء یعنی آخری منعقدہ سالانہ اجتماع تک جاری رہے جس کے بعد اس میں تعطل آ گیا۔ اب جب کہ علمی ریلی اطفال کا انعقاد باقاعدگی سے ہو رہا ہے، مجلس انصاراللہ پاکستان نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں اس انعامی مقابلہ کے احیاء کی درخواست کی تھی جو از راہ شفقت و احسان حضور نے منظور فرمائی ہے۔ اس مقابلہ میں اوّل طفل کو بارہ ہزار روپے اور دوم کو چھ ہزار روپے نقد دیئے جائیں گے۔

نصاب:

☆ کامیابی کی راہیں پر چار حصص
☆ نصاب واقفین نو
☆ مختصر تاریخ احمدیت مرتبہ شیخ خورشید احمد صاحب
☆ کتابچہ ''دینی معلومات'' مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان
☆ کتابچہ ''معلومات'' شائع کردہ مجلس خدام احمدیہ پاکستان
☆ ''ہمارا آقا'' از مکرم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی
☆ خلفائے راشدین (دور اوّل وثانی) کی سیرت وسوانح پر مشتمل کتابچے شائع کردہ مجلس خدام احمدیہ پاکستان یہ مقابلہ سالانہ علمی ریلی اطفال کے موقع پر منعقد ہوگا۔ یہ مقابلہ دو حصوں پر مشتمل ہوگا (i) تحریری (ii) زبانی۔

اطفال بھائیوں سے درخواست ہے کہ ابھی سے اس مقابلہ میں شرکت کیلئے بھرپور تیاری شروع کر دیں۔

(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

شذرات

ملکی اخبارات و رسائل سے

متفقہ اسلامی آئین

معروف کالم نگار جناب نذیر ناجی صاحب اپنے کالم سویرے سویرے میں ''متفقہ اسلامی آئین'' کے عنوان کے تحت مذہبی جماعتوں کی مذہبی سیاست کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ:۔

مولانا (فضل الرحمٰن) کی واپسی کا سفر بھی لمبا ہے۔انہیں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے نام پر قائم ہونے والے نئے سیاسی اتحاد کے ساتھ الیکشن لڑنا ہے ان کی انتخابی مہم کے ابتدائی مظاہرے شروع ہو چکے ہیں۔آخری نعرہ ہے جسے پاکستان کے مذہبی سیاستدان استعمال کریں گے۔اس سے پہلے تقریباً وہ ہر نعرہ استعمال کر چکے ہیں یہ جس سے مسلمانوں کے جذبات کو ابھارنے کے ووٹ لئے جا سکتے تھے۔پرانے نعرے دہرانا اب فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔پاکستانی عوام یہ سارے نعرے سن چکے ہیں اور ان کا انجام بھی دیکھ چکے ہیں۔

مذہبی سیاستدان ہر موقع پر اسلام کے نام پر اکٹھے ہوتے ہیں اور پھر جیسے ہی انتخاب کے نتائج آتے ہیں تو دست و گریبان بھی ہو جاتے ہیں۔نظام مصطفیٰ کا نعرہ لگا کر انہوں نے بھٹو کو پھانسی چڑھوا دیا لیکن جنرل ضیاء الحق سے بھی نظام مصطفیٰ نافذ نہ کرا سکے اور پھر اقتدار کے کھیل میں پی این اے کو بھی پارہ پارہ کر دیا۔گزشتہ عام انتخابات میں یہ اسلام کے نام پر اکٹھے ہوئے۔اقتدار میں بھاری بھر کم حصہ پایا اور ایک صوبے کی حکومت بھی بنائی۔لیکن اکٹھے رہ کر مدت پوری نہیں کر پائے اور ایم ایم اے ٹوٹ پھوٹ کے بکھر گئی۔اب انتخابات نزدیک آ چکے ہیں۔اس بار یہ ایک اور اسلامی اتحاد تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے نام پر بنانے کی تیاری کر رہے ہیں اور ان کے ارادے کافی جارحانہ لگتے ہیں۔پہلا ہی قدم انہوں نے انسانی خون بہا کر اٹھایا۔خدشہ ہے کہ انتخابات شروع ہونے تک یہ مزید خون بہائیں گے۔شاید انتخابات کا انعقاد ہی ناممکن بنا دیں۔ہو سکتا ہے اس مرتبہ ان کا مقصد ہی یہ ہو۔لیکن ہمیشہ کی طرح اقتدار انہیں ہرگز نہیں ملے گا۔کوئی اور طاقت اقتدار پر حاوی ہو کر

اپنے ایجنڈے پر عمل کرے گی۔انہیں اقتدار میں حصہ مل گیا۔یہ پھر بھی آپس میں لڑیں گے اور نہ ملا تب بھی ان کی باہمی لڑائی یقینی ہے۔اسلام اور اقتدار پر مذہبی سیاستدانوں کا اکٹھے ہونا دشوار ہی نہیں ناممکن ہے۔اسلام پر تو یہ 72 فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور اسلام کی تشریح سب کی اپنی اپنی ہے۔یہ اپنی مسجدیں الگ بناتے ہیں۔دوسرے کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے کسی ایک امام کے پیچھے سارے نماز نہیں پڑھتے۔میں دہشت گردوں کی بات نہیں کرتا۔فرقہ پرستی کی بنیاد پر بھی اب تک ہزاروں مسلمانوں کا خون بہایا جا چکا ہے اور درجنوں مسجدیں اور امام بارگاہیں تباہ ہو چکی ہیں۔اصل اسلام پر نہ یہ کبھی متحد ہوئے اور نہ ہی یہ طے کر پائے کہ اسلام کیا ہے؟

اقتدار کے معاملے میں بھی یہی صورتحال ہے حکومت چلانے کے لئے آئین کی ضرورت ہوتی ہے اور اسلامی حکومت چلانے کے لئے متفقہ اسلامی آئین درکار ہے جو یہ نہیں بنا سکتے۔اگر یہ حب رسول ﷺ میں واقعی مخلص ہیں تو حضور کے پیش کئے ہوئے دین اسلام پر بھی انہیں متفق ہونا چاہئے۔اس کی علیحدہ علیحدہ تشریحات کرتے ہیں۔ان کی امت میں تفرقوں کو ہوا دیتے ہیں انتخابات کے موقع پر بظاہر یہ اسلامی اتحاد قائم کرتے ہیں۔لیکن اصل میں یہ سیاسی مولویوں کا اتحاد ہوتا ہے، جو مقصد پورا ہونے کی دونوں صورتوں میں ٹوٹتے رہے۔اس مرتبہ یہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے نام پر ایک نیا اسلامی اتحاد بنائیں گے۔پاکستانی قوم انہیں بارہا دفعہ آزما چکی ہے اگر ان کا مقصد واقعی پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کرنا ہے تو ابھی انتخابات میں کافی وقت باقی ہے۔یہ اپنا خلوص اور سچائی ثابت کرنے کے لئے ایک متفقہ اسلامی آئین ان کا منشور ہونا چاہئے اور عوام بھی اس مرتبہ تیاری کر لیں کہ اگر مذہبی سیاستدان متفقہ اسلامی آئین پیش کئے بغیر ووٹ مانگنے آئیں تو سمجھ لیں کہ یہ اسلامی اتحاد نہیں اقتدار کے بھوکے لوگوں کا اتحاد ہے آخر میں ایس ایم ایس پر آیا ایک شعر

جانے کب کون کسے مار دے کافر کہہ کر
شہر کا شہر مسلمان ہوا پھرتا ہے

(روزنامہ جنگ لاہور 12/جنوری 2011ء)

سو بیڈ اٹ از گڈ

عبداللہ طارق سہیل صاحب لکھتے ہیں:۔

”امریکی پادری نے قرآن پاک کو شہید کر دیا اور کسی نے اسے نہیں روکا،ظاہر ہے یہ کام انتہاپسندی بالکل نہیں ہے،

آخر آزادی اظہار کو انتہاپسندی کیسے کہا جا سکتا ہے۔ ہاں، کوئی شخص یہ رائے دے کہ ایسا کرنا غلط ہے تو اس کے انتہاپسند ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ جناب رسالت مآبؐ کی شان میں ہرزہ سرائی کرنا آزادیٔ اظہار ہے، اس ہرزہ سرائی کو برا کہنا انتہاپسندی اور یہ وہ یونیورسل سچائی ہے جو امریکہ اور پاکستان میں یکساں قابل احترام ہے۔

امریکی پادری نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے قرآن پاک کی سچائی پر اعتراضات ہیں اور کوئی مسلمان عالم اسکے اعتراضات کا جواب دینے کو تیار نہیں اس لئے آگ لگائی۔ نقد ونظر کا کیا خوب امریکی فارمولا ہے۔ جس کتاب پر اعتراض ہو، اسے آگ لگا دو............

..........دلیل کا زمانہ اب پرانا سا ہوتا جارہا ہے۔ علماء ادھر اُدھر کے بکھیڑوں میں اتنا اُلجھ گئے کہ محنت کے لئے وقت نہیں ملتا۔ کچھ دہائیاں پہلے مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے ایک حیرت انگیز کتاب اظہار الحق لکھی تھی جس کا اردو ترجمہ بائبل سے قرآن تک کے نام سے چھپا۔ اس میں ایک نہیں، دو نہیں، کئی ہزار دلیلیں ایسی دیں کہ مسیحی دنیا سے ایک کا جواب بھی نہیں بن پڑا اور زبان بھی مہذب اور علمی۔ علمائے اسلام سے معذرت کے ساتھ، **قادیانی عالم عطاء جالندھری ایک رسالہ نکالتے تھے جب تک وہ چھپتا رہا، مطالعے میں رہا، نام تھا ''الفرقان''۔ کمپیئر یٹو ریلیجنز کے موضوع پر یہ ایک رسالہ تھا جس میں مسیحیت کے اعتراضات کا مہذب اور علمی انداز میں جواب دیا جاتا تھا۔ سارا رسالہ علمی محنت کی گواہی دیتا تھا۔** تقابل ادیان کے موضوع پر محنت کی جائے تو اس سے بھی اچھا پرچہ آج نکالنا زیادہ آسان ہے لیکن علماء یہ کام کریں یا فرقہ وارانہ دفاع؟ دلیل کی جیت ہوتی ہے، ڈنڈے کی نہیں۔ چند روز پہلے خورشید احمد ندیم کی ایک خوبصورت اور نکتہ رس تحریر نظر سے گزری۔ ایک مثال انہوں نے یہ دی کہ غلام احمد پرویز کے افکار (جو ایوب خان کی سرکاری سرپرستی میں آؤٹ آف پروپورشن پھیل گئے تھے) کا مقابلہ مہذب دلیل کے ساتھ دیا گیا، نتیجہ یہ نکلا کہ آج یہ افکار قصہ ماضی بن چکے ہیں۔ ڈنڈہ چلایا جاتا تو پرویز افکار آج بھی زندہ ہوتے۔ آج کے علماء اگر فرقہ وارانہ لڑائی چھیڑنے کیلئے تیار نہیں تو کوئی بات نہیں لیکن ہتھیار دلیل کو بنائیں تو امن بھی رہے گا اور لوگوں کا فائدہ بھی ہوگا کہ ہر ایک شریک لڑائی کو کوئی نہ کوئی علمی نکتہ ہاتھ آئے گا اور کسی کا سر بھی نہیں پھوٹے گا۔ لیکن اس لڑائی میں محنت کرنا پڑتی ہے۔'' (روزنامہ ایکسپریس 24 / مارچ 2011ء)

اخبار مجالس

﴿قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان﴾

تقریب اظہار تشکر

سال 2010ء میں مقابلہ بین المجالس، بین الاضلاع اور علاقہ جات میں اللہ کے فضل سے فیصل آباد نے نمایاں کارکردگی دکھائی۔ نظامت علاقہ اوّل رہی: نظامت ضلع سوم قرار پائی جب کہ علم انعامی کی حقدار مجلس دارالنور فیصل آباد رہی۔اس کے اظہار تشکر کے لئے ایک پُر وقار تقریب مورخہ 6/اپریل 2011ء کو بعد نماز مغرب وعشاء سپورٹس کمپلیکس فیصل آباد میں منعقد ہوئی۔جس میں مرکز سے مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان اور ان کی عاملہ کے ممبران، محترم شیخ مظفر احمد ظفر امیر صاحب ضلع اور ان کی عاملہ کے ممبران، مدیر ماہنامہ انصاراللہ، ناظمین اضلاع علاقہ فیصل آباد، نگران حلقہ جات، زعامت ہائے علیا فیصل آباد کے اراکین سمیت کل 200 احباب شریک ہوئے۔پروگرام کی صدارت محترم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے کی۔محترم امیر صاحب ضلع فیصل آباد اور محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اوّل اور ناظم صاحب ضلع نے اظہار خیال کیا اور محترم صدر مجلس نے حضور انور کا پیغام ممبران شوریٰ اور بے پردگی کے رجحانات سے بچنے کے لئے حضور انور کے خط کی روشنی میں دعا کے بعد جملہ شرکاء کو عشائیہ پیش کیا گیا۔

ریفریشر کورسز

زعامت علیا بشیر آباد حیدر آباد مورخہ 21/فروری کو عاملہ وزعماء اور تینوں حلقوں، ناصر، نور، طاہر کا ریفریشر کورس ہوا۔حاضری 30 رہی۔

علاقہ ڈیرہ غازی خان: مورخہ 6/مارچ کو راجن پور، ڈیرہ غازی خان کا ریفریشر کورس ہوا۔مرکز سے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب اور مظفر احمد درانی صاحب نے شرکت کی حاضری 40 رہی۔

قیادت اصلاح و ارشاد: ماہ مارچ میں قیادت اصلاح وارشاد کے تحت ہونے والے ریفریشر کورسز:۔

مورخہ 11/مارچ کو گل روڈ گوجرانوالہ حاضری 47، (2) مورخہ 11/مارچ کو جامعہ احمدیہ کبوتر اں والی سیالکوٹ حاضری انصار 58، (3) مورخہ 11/مارچ کو جوئیہ کوٹھ احمدیہ خوشاب، حاضری انصار 49، (4) ناصر ہال گجرات، حاضری انصار 30 (5) مورخہ 28/ اپریل کو ضلعی عہدیداران اصلاح و ارشاد فیصل آباد کا ریفریشر کورس ہوا۔کل حاضری 20 رہی۔ (6) مورخہ 11/مارچ کو ضلع حافظ آباد کا ریفریشر کورس ہوا۔حاضری 106 رہی۔(7) مورخہ 11/مارچ کو ضلع سیالکوٹ کا ریفریشر کورس ہوا۔حاضری 58 رہی۔(8) مورخہ 11/مارچ کو ضلع گوجرانولہ کا ریفریشر کورس ہوا۔حاضری 47 رہی۔

ضلع گجرات: مورخہ 20 /مارچ کو عہدیداران اصلاح وارشاد ضلع گجرات کا ریفریشر کورس ہوا۔مرکز سے مکرم مظفر احمد درانی صاحب اور چوہدری نعیم احمد صاحب، مکرم حفیظ احمد صاحب مربی سلسلہ نے شرکت کی۔حاضری 30 رہی۔

ضلع حیدرآباد: ضلع حیدرآباد میں ماہ مارچ میں کل 7 ریفریشر کورسز ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔مورخہ 9 /مارچ کو **مجلس چوہدری سلطان احمد**، مورخہ 15 /مارچ کو **مجلس نواز آباد** اور **مجلس نوری آباد**، مورخہ 16 /مارچ کو **مجلس کوٹڑی**، مورخہ 17 /مارچ کو **مجلس ٹنڈو محمد خان**، مورخہ 25 /مارچ کو **مجلس نور کوٹ احمدیہ**، مورخہ 28 /مارچ کو **مجلس شریف آباد**۔

ضلع میر پورکوٹلی AK: مورخہ یکم اپریل کو نظامت ضلع میر پور AK اور کوٹلی AK کے عہدیداران اصلاح وارشاد کا ریفریشر کورس ہوا۔مرکز سے مکرم مظفر احمد درانی صاحب اور مکرم حفیظ احمد صاحب نے شرکت کی۔حاضری 35 رہی۔

نظامت ضلع منڈی بہاؤ الدین: مورخہ یکم اپریل کو ریفریشر کورس کا انعقاد کیا گیا، مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے صدارت کی۔مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب بھی شریک ہوئے۔کل حاضری 110 رہی۔

زعامت علیا ربوہ: مورخہ 5 /اپریل کو مجلس انصاراللہ مقامی کے عہدیداران کا ریفریشر کورس ہوا۔مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب اور مکرم چوہدری عطاء الرحمان محمود صاحب نے شرکت کی۔حاضری 22 رہی۔

نظامت ضلع قصور: مورخہ 15 /اپریل کو نظامت ضلع قصور کے زعماء مجالس، نائب زعماء اصلاح وارشاد اور ضلعی عاملہ کا ریفریشر کورس بمقام جوڑا ضلع قصور میں منعقد ہوا۔جس میں مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن محمود صاحب، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب اور مکرم شکیل احمد قریشی صاحب نے شرکت کی۔21 عہدیداران نے شرکت کی۔

نظامت ضلع لاہور: مورخہ 15 /اپریل کو بعد نماز مغرب دارالذکر اور بیت توحید میں داعیان الی اللہ کی کلاسز ہوئیں جس میں دونوں مقامات پر 77 داعیان کی شرکت کی۔دارالذکر میں مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب اور مکرم شکیل احمد قریشی صاحب نے جبکہ بیت التوحید میں مکرم نعیم الرشید صاحب مربی سلسلہ اور مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن محمود صاحب نے ہدایات دیں۔

ریفریشر کورس سائقین: نظامت ضلع فیصل آباد کی 5 مجالس کے سائقین کا ریفریشر کورس مورخہ 17 /اپریل کو زعامت علیا دارالحمد میں منعقد ہوا۔مکرم عبدالسمیع خان صاحب اور مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن صاحب نے ہدایات دیں۔حاضری 50 رہی۔

کریم نگر فیصل آباد: 17 /اپریل کو مجلس عاملہ اور سائقین کا ریفریشر کورس ہوا عہدیداران کی تعداد 21 تھی۔مکرم مبارک احمد طاہر صاحب، مکرم شکیل احمد قریشی صاحب، مکرم عبدالسمیع خان صاحب اور مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن صاحب نے

ہدایات دیں۔

ضلع کراچی: مورخہ 24/اپریل کو نظامت ضلع کراچی کے تحت زعماء حلقہ جات وسائقین کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔مرکز سے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اوّل نے شرکت کی۔حاضری 159 رہی۔

ضلع چکوال: مورخہ 24/اپریل کو ریفریشر کورس کا انعقاد ہوا۔مرکز سے مکرم مظفر احمد درانی صاحب،مکرم شکیل احمد قریشی صاحب اور مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب نے شرکت کی۔حاضری 18 رہی۔

ضلع جھنگ: مورخہ 29,25,22/اپریل کو نظامت ضلع جھنگ کی مجالس حلقہ شورکوٹ،جھنگ،احمد پور سیال اور چنڈ بھروانہ کے ریفریشر کورس ہوئے۔مرکز سے مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن محمود صاحب،مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب،مکرم مبارک احمد طاہر صاحب اور مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب نے شرکت کی۔حاضری شورکوٹ 20،احمد پور سیال 16،جھنگ 30،چنڈ بھروانہ 22 رہی۔

ضلع ننکانہ صاحب: مورخہ 17/اپریل کو ضلع کی مجالس کا ریفریشر کورس ہوا۔حاضری 45 رہی۔

تربیتی اجتماعات

تربیتی اجتماع ضلع سیالکوٹ: مورخہ 15/اپریل کو جامع احمدیہ سیالکوٹ میں کا تربیتی اجتماع منعقد ہوا جس میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان اور مکرم طارق محمود صاحب مربی سلسلہ نے شرکت کی۔حاضری 395 رہی۔

نظامت ضلع فیصل آباد: چک نمبر 275 کرتار پور میں دو مجالس کا تربیتی اجتماع مورخہ 17/اپریل کو منعقد ہوا۔جس میں حاضری 41 رہی مکرم حفیظ احمد شاہد صاحب نے شمولیت کی۔

میڈیکل کیمپس

زعامت علیا گلشن پارک لاہور: ماہ مارچ میں 2 میڈیکل کیمپس لگائے 217 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

ضلع ساہیوال: مورخہ 25/مارچ کو 7-12/L میں فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا کل 375 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

ضلع ننکانہ صاحب: مورخہ 4 اور 25/اپریل کو میڈیکل کیمپ لگائے گئے 94 مریضوں نے استفادہ کیا۔

کریم نگر فیصل آباد: 15/اپریل کو محلّہ نور پور کچی آبادی میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔کل 75 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

قیادت ایثار مجلس انصار اللہ پاکستان: مورخہ 8/اپریل کو مکرم منور احمد وہلہ صاحب کے زیر نگرانی

خوشاب میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔کل 600 مریضوں نے استفادہ کیا۔

اجلاس عام

علاقہ میر پور خاص: مورخہ 18/مارچ کو علاقہ بشمول اضلاع میر پور خاص اجلاس مجلس عاملہ منعقد ہوا۔حاضری 74 رہی۔

زعامت علیا اورنگی ٹاؤن کراچی: مورخہ 17/اپریل کو کراچی کا ماہانہ اجلاس عام ہوا حاضری 28 انصار تھی۔

ضلع اسلام آباد: مورخہ 17/اپریل کو ضلع کے تحت سالانہ تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔کل حاضری 200 رہی۔

صف دوم زعامت علیا اورنگی ٹاؤن کراچی: مورخہ 27/مارچ کو سائیکل سفر کا انعقاد ہوا۔حاضری 18 رہی۔

تبدیلی قائد عمومی

مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن محمود صاحب کے نائب ناظر مال آمد مقرر ہونے کے بعد ان کی جگہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب معاون ناظر دعوت الی اللہ کی بطور قائد عمومی منظوری عطا فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ یہ تقرر مبارک فرمائے۔آمین

ضروری اعلان بابت شہدائے لاہور نمبر

ماہنامہ انصاراللہ کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے شہدائے لاہور 28 مئی 2010ء کے بارہ میں ایک خوبصورت نمبر شائع کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔اس کی اشاعت کے بعد چند شہداء اور زخمیوں کے لواحقین کی طرف سے بعض اسماء کی درستگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔شہداء اور زخمیوں کے خاندانوں سے بالخصوص اور قارئین سے بالعموم درخواست ہے کہ اگر کسی کا نام سہواً رہ گیا ہے یا درست شائع نہیں ہوا تو وہ اپنے امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ ہمیں درست کوائف جلد ارسال کر دیں تا کہ تاریخی ریکارڈ کی درستی کے لئے ان تصحیحات کو ایک ہی شمارہ میں شائع کر دیا جائے۔آپ کے تعاون پر شکر گزار رہوں گے۔ ﴿ادارہ﴾

وقار عمل ، پکنک

دارالنور فیصل آباد

فیصل ٹاؤن لاہور

دارالحمد فیصل آباد

ضلع ساہیوال

Monthly **ANSARULLAH** June 2011
Regd.# MB/FD-8/FR
EDITOR:Muhammad Mahmood Tahir
Ph:0476-6212982Fax:0476-6214631Cell:0336:7700250(C.Nagar:35460)Email:ansarullahpakistan@gmail.com

شہدائے انڈونیشیا 6؍فروری 2011ء

Warsono(Left) - Roni Pasarani (Right)

دائیں طرف مکرم رونی پسارانی صاحب اور بائیں مکرم احمد ورسونو صاحب

مکرم توباکوس چندرہ مبارک صاحب

تصاویر بشکریہ: مکرم عبدالعزیز صاحب مربی سلسلہ و مکرم محمد زکریا داؤد صاحب۔ ملائیشیا